تار کا پتہ "الفضل" قادیان بٹالہ — اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

THE ALFAZL QADIAN

قیمت فی پرچہ ۲/

قیمت پیشگی سالانہ ۶ عہ — بیرون ہند ۸ عہ

اخبار الفضل قادیان — ہفتہ میں دو بار

ایڈیٹر: غلام نبی

نمبر ۷۵-۷۶ | مورخہ ۲۵ مارچ ۱۹۲۴ء | یوم جمعہ و دوشنبہ | مطابق ۱۸-۲۱ شعبان ۱۳۴۲ھ | جلد ۱۱

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں حضور نے بہائی مذہب کے متعلق لیکچروں کا ایک سلسلہ شروع فرمایا ہے۔ جن کے دو حصے بیان ہو چکے ہیں۔

جناب مفتی محمد صادق صاحب و جناب حافظ روشن علی صاحب انجمن اسلامیہ جموں کی دعوت پر ان کے جلسہ میں لیکچر دینے کے لئے تشریف لے گئے ہیں۔

۲۵ مارچ سے ہائی سکول کھل گیا ہے نئی سال کی جماعت بندی شروع ہو گئی۔

مجلس مشاورت کی مصروفیت کی وجہ سے یہ دو پرچے اکٹھے شائع کئے جاتے ہیں۔

مجلس مشاورت جماعت احمدیہ کی مختصر روئداد

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کے ماتحت مجلس مشاورت کا پہلا اجلاس تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہال میں ۲۰ مارچ ۱۹۲۴ء کو ساڑھے دس بجے صبح حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی موجودگی میں شروع ہوا۔ پنجاب کے مختلف مقامات کے علاوہ سہارنپور، منصوری، لکھنؤ، کٹک، کلکتہ، حیدرآباد، بمبئی، پشاور، سندھ وغیرہ کی احمدی جماعتوں کے نمائندے تشریف لائے تھے۔ کل نمائندگان کی تعداد معہ مرکزی اصحاب کے ڈیڑھ سو سے زیادہ تھی۔ ایک سو کے قریب دوسرے مہمان بھی مشاورت کی کارروائی سننے کے لئے تشریف لائے تھے۔ جناب حافظ روشن علی صاحب کے تلاوت کرنے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا چونکہ ہمارے تمام کام اور ہمارے تمام اعمال بھی نتیجہ خیز ہو سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور تائید حاصل ہو۔ اور جبکہ باریک در باریک اور مخفی در مخفی ایسے اسباب پیدا ہو سکتے ہیں جن کے نتیجہ میں انسان ہدایت سے محروم ہو جاتا ہے اسلئے ہم ہر لحظہ خدا کی مدد کے محتاج ہیں۔ ہماری عقلیں خطا سے خالی نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ خدا کی مدد اور ہدایت کے بغیر ٹھوکر کھا جائیں۔ پس پیشتر اسکے کہ مجلس کی کارروائی شروع ہو۔ دعا کرنی چاہیئے۔ کہ خدا تعالیٰ ہمیں غلطیوں سے بچائے سیدھا راستہ دکھائے۔ اپنا منشاء ہم پر الہام اور القاء کرے۔ تاکہ ہم سب کام اس کی مرضی کے مطابق کریں۔ اور اس کی منشاء سے سر مو ادھر ادھر نہ ہوں۔

اسکے بعد دعا کی گئی۔ اور پھر ہر اجلاس میں یہی طریق رہا کہ کارروائی شروع ہونے سے قبل دعا کی جاتی۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے یہ بھی فرمایا ہیں اپنی تمام کارروائیوں میں یہی طریق جاری کرنا چاہیئے۔ اور ہر کام شروع کرنے سے قبل دعا کر لینی چاہیئے۔

تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

THE ALFAZL QADIAN

قیمت فی پرچہ چار پیسہ

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند

اخبار الفضل قادیان

ہفتہ میں دو بار

ایڈیٹر: غلام نبی

جلد ۱۱	مطابق ۱۸/۲۱ شعبان ۱۳۴۲ھ	یوم سہ شنبہ و جمعہ	مورخہ ۲۵/۲۸ مارچ ۱۹۲۴ء	نمبر ۷۵-۷۶

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالی بخیریت ہیں حضور نے بہائی مذہب کے متعلق لیکچروں کا ایک سلسلہ شروع فرمایا ہے۔ جس کے دو حصے بیان ہو چکے ہیں۔

جناب مفتی محمد صادق صاحب و جناب حافظ روشن علی صاحب انجمن اسلامیہ جموں کی دعوت پر ان کے جلسہ میں لیکچر دینے کے لئے تشریف لے گئے ہیں۔

۲۵ مارچ سے ہائی سکول کھل گیا ہے نئے سال کی جماعت بندی شروع ہو گئی۔

مجلس مشاورت کی مصروفیت کی وجہ سے یہ دو پرچے اکٹھے شائع کئے جاتے ہیں۔

مجلس مشاورت جماعت احمدیہ کی مختصر روئداد

خدا تعالی کے فضل و کرم کے ماتحت مجلس مشاورت کا پہلا اجلاس تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہال میں ۲۰ مارچ ۱۹۲۴ء کو ساڑھے دس بجے صبح حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالی کی موجودگی میں شروع ہوا۔ پنجاب کے مختلف مقامات کے علاوہ سہارنپور۔ منصوری۔ لکھنؤ۔ کٹک۔ کلکتہ۔ حیدر آباد دکن۔ بمبئی۔ پشاور۔ سندھ وغیرہ کی احمدی جماعتوں کے نمائندے تشریف لائے تھے۔ کل نمائندگان کی تعداد معہ مرکزی اصحاب کے ڈیڑھ سو سے زیادہ تھی۔ ایک سو کے قریب دوسرے مہمان بھی مشاورت کی کارروائی سننے کے لئے تشریف لائے تھے۔ جناب حافظ روشن علی صاحب کے تلاوۃ کرنے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالی نے فرمایا چونکہ ہمارے تمام کام اور ہمارے تمام اعمال تبھی نتیجہ خیز ہو سکتے ہیں کہ اللہ تعالی کی مدد اور تائید حاصل ہو۔ اور جبکہ باریک در باریک اور مخفی در مخفی ایسے اسباب پیدا ہو سکتے ہیں جن کے نتیجہ میں انسان ہدایت سے محروم ہو جاتا ہے اسلئے ہم ہر لحظہ خدا کی مدد کے محتاج ہیں ہماری عقلیں خطا سے خالی نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ خدا کی مدد اور ہدایت کے بغیر ٹھوکر کھا جائیں۔ پس پیشتر اسکے کہ مجلس کی کارروائی شروع ہو۔ دعا کرنی چاہیئے۔ کہ خدا تعالی ہمیں غلطیوں سے بچائے سیدھا راستہ دکھائے۔ اپنا منشار ہم پر الہام اور القار کرے۔ تاکہ ہم سب کام اس کی مرضی کے مطابق کریں۔ اور اس کی منشار سے سر مو ادھر ادھر نہ ہوں۔

اسکے بعد دعا کی گئی۔ اور پھر ہر اجلاس میں یہی طریق رہا کہ کارروائی شروع ہونے سے قبل دعا کی جاتی۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے یہ بھی فرمایا ہمیں اپنی تمام کارروائیوں میں یہی طریق جاری کرنا چاہیئے۔ اور ہر کام شروع کرنے سے قبل دعا کر لینی

دعا کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے افتتاحی تقریر فرمائی۔ جسمیں نمائندگان جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا آج آپ لوگ اسلام اور قرآن کے احکام کی تعمیل میں اس غرض کے لئے اس جگہ جمع ہوئے ہیں کہ بعض اہم دینی امور میں خلیفہ وقت کو مشورہ دیں۔ اور اس طرح تعاون اور تناصر کرکے اس کام میں شریک ہوں۔ اور خدا کے فضل اور نصرتوں کو حاصل کریں۔ چونکہ ہمارا جمع ہونا خدا تعالیٰ کی مرضی کے حصول کیلئے ہے اسلئے ہماری مشوروں اور باتوں میں یہی مدنظر رہنا چاہیئے مشوروں کے متعلق ضروری نصیحت کرنے کے بعد حضور نے چندان امور کا ذکر فرمایا۔ جو مجلس سے تعلق نہیں رکھتے تھے لیکن جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ مثلاً خلافت ٹرکی کی تباہی وغیرہ۔ حضور نے فرمایا۔ اسے اسکے ان دوستوں نے ملیامیٹ کرایا ہے جو کہا کرتے تھے۔ کہ مہدی کے آنے سے قبل اسے ہٹ جانا چاہیئے۔ مگر ابھی ہے۔ سو خدا نے اسکو بھی مٹا دیا۔

فرمایا۔ یہ بیان کرنے سے میری غرض دو باتوں کی طرف توجہ دلانا ہے۔ اول یہ کہ دیکھو خدا کس قدر غیرت والا ہے اس نے خلافت ٹرکی کو کس طرح مٹا دیا۔ تم بھی کبھی جوش اور غصہ میں آکر کوئی ایسی بات منہ سے نہ نکالو۔ جو خدا کی غیرت کو جوش میں لائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ مسلمان اب بالکل بے سرے ہو گئے ہیں۔ اور ان کی تباہی کا زمانہ بالکل قریب آگیا ہے۔ تم نے چونکہ اسلام کی حمایت کرنے کا دعویٰ کیا ہے۔ اس لئے تمہارا فرض ہے۔ کہ ان پراگندہ بھیڑوں کو اس ہاتھ پر جمع کرو۔ جو خدا نے ان کی حفاظت کے لئے بڑھایا ہے۔ اور جس کے بغیر کوئی بچاؤ کی جگہ نہیں۔ اور جس سے علیحدہ رہ کر نہ کوئی بادشاہ بچ سکتا ہے۔ اور نہ غیر بادشاہ۔

اسکے بعد حضور نے چند امور کا ذکر کرکے جماعت کے لئے آئندہ نظام مقرر کرنے پر تقریر فرمائی جسمیں اس کی ضرورت۔ اہمیت اور فوائد بیان کئے۔ اس کے بعد مشورہ دینے کے آداب اور قواعد سمجھائے۔ اور جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب بی اے بیرسٹرایٹ لاء کو اس کام پر مقرر فرمایا کہ جو جو صاحب تقریر کرنا چاہیں۔ انہیں باری باری اجازت دیتے رہیں۔

اس انتظام کے بعد ناظر صاحبان کو حکم ہوا کہ اپنے اپنے کاموں کی رپورٹیں سنائیں۔ جنمیں یہ بیان ہو کہ گذشتہ سال کی مجلس شوریٰ کے مشوروں کے متعلق انہوں نے کیا کارروائی کی ہے۔ اسپر ناظر صاحب دعوت و تبلیغ اور تعلیم و تربیت۔ ناظر صاحب صیغہ ارتداد۔ ناظر صاحب امور عامہ۔ ناظر صاحب بیت المال۔ سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ نے اپنے اپنے صیغوں کی رپورٹیں سنائیں۔ اور نمائندگان کو ان پر سوالات کرنے کی اجازت دیگئی۔ جنھوں نے ان امور کے سرانجام نہ پانے کی وجوہات دریافت کیں۔ جو گذشتہ مجلس مشاورۃ میں طے ہوئے تھے لیکن ان پر عمل نہ کیا گیا تھا۔ اسی طرح اور ضروری حالات دریافت کئے۔ جن کے جوابات ناظر صاحبان دیتے رہے۔

اسکے بعد مختلف امور کے متعلق سب کمیٹیاں مقرر کی گئیں اور مجلس نماز ظہر و عصر اور کھانا کھانے کے لئے برخاست ہوئی۔ چار بجے کے قریب سکول کے کمروں میں سب کمیٹیوں نے اپنی اپنی کارروائی شروع کی۔ بعض سب کمیٹیوں نے اپنے اجلاس رات کے بارہ بجے تک جاری رکھے۔

۱۲ مارچ کو تلاوت اور دعا کے بعد ۹ بجے صبح کارروائی شروع ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے ان فرائض کو پورا کرنے کے متعلق نمائندگان سے دریافت فرمایا۔ جو گذشتہ سال کی مجلس مشاورۃ میں ان کے ذمہ لگائے گئے تھے اور ان سے دریافت کیا کہ کس کس جماعت نے انکو پورا کیا ہے۔

اخیر میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے تقریر فرمائی۔ جسمیں ناظر صاحبان اور نمائندگان جماعت کو کہا۔ گذشتہ سال کی تجاویز کے ماتحت دونوں فریق نے جس قدر کام کیا ہے وہ معلوم ہو گیا ہے آئندہ امید ہے زیادہ توجہ اور کوشش سے اپنے اپنے فرائض ادا کرنے کی کوشش کرینگے۔

اسکے بعد سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ نے احمدیہ ہوسٹل لاہور کی توسیع کی تجویز اور اسکے متعلق سب کمیٹی کی آراء پیش کیں۔ اسکے فیصلہ پر بارہ بجے کے قریب پہلا اجلاس ختم ہوا۔

۱۴ مارچ جمعہ تھا۔ نماز جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح نے اس بڑ کے درخت کے نیچے پڑھائی۔ جو مسجد نور کے پاس ہی۔ اور بعد جمعہ ۳ بجے کے قریب دوسرا اجلاس شروع ہوا۔ چونکہ ایک اہم معاملہ زیر بحث آنیوالا تھا۔ اسلئے اعلان کیا گیا تھا کہ وزیٹر اس اجلاس میں شامل نہ ہو سکیں گے۔ اس اجلاس میں نظام جماعت کے متعلق نہایت اہم اور ضروری تجاویز پر گفتگو ہوئی۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے ارشاد کے ماتحت طے ہوئیں۔ اسی امر پر یہ اجلاس ۷ بجے رات ختم ہوا۔

۱۶ مارچ تلاوت اور دعا کے بعد ۹½ بجے کارروائی شروع ہوئی۔ چونکہ جناب چودہری ظفر اللہ خان صاحب اس دن لاہور تشریف لے گئے تھے۔ اسلئے انکی جگہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کو تقریر کرنے کی اجازت دینے کے لئے مقرر کیا۔

اس دن پہلا معاملہ جماعت احمدیہ کی مستقل مجلس شوریٰ۔ خلیفہ اور مجلس کی پوزیشن کے متعلق پیش ہوا۔ احباب کے اظہار رائے کے بعد اس کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ہدایت قلم بند کرائی۔ اسکے بعد ناظر تصنیف و تالیف نے سب کمیٹی کی تجاویز پیش کیں اور انہی پر پہلا اجلاس دو بجے کے قریب ختم ہوا۔

دوسرا اجلاس پونے چار بجے شروع ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے تشریف لانے سے قبل جو اصحاب موجود تھے۔ جناب شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم نے ان کا ایک دوسرے سے تعارف کرانا شروع کیا۔ ابھی یہ کام ختم نہ ہوا تھا کہ حضور تشریف لے آئے جس پر شیخ صاحب خموش ہو گئے۔ لیکن حضور نے فرمایا۔ بقیہ اصحاب کا تعارف بھی کرا دیں۔ اسکے بعد مجلس کی کارروائی شروع ہوئی۔ جس میں ناظر دعوت و تبلیغ۔ ناظر امور عامہ۔ ناظر بیت المال نے اپنے اپنے صیغہ کے معاملات کے متعلق سب کمیٹیوں کی تجاویز پیش کیں جن پر احباب اظہار رائے کرتے رہے۔ اسکے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اختتامی تقریر فرمائی۔ جسمیں مجلس مشاورۃ کے فوائد بیان فرماتے ہوئے ہر جماعت کے نمائندہ کو اس میں شامل ہونے کی تحریک کرنے کا ارشاد فرمایا۔ اور دعا پر اجلاس ۹ بجے ختم ہوا۔

جن معاملات کے متعلق رائے شماری کی گئی انہیں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے کثرت رائے کے حق میں اپنا فیصلہ دیا۔ البتہ ایک معاملہ میں حضور نے کثرت رائے کے خلاف فیصلہ فرمایا۔

یہ مختصر اطلاع ہے جو مجلس شوریٰ کے متعلق دیجاتی ہے۔ اصل کارروائی رپورٹ مجلس میں درج ہوگی۔ جو انشاء اللہ جلد سے جلد شائع ہو جائیگی۔

حسب معمول اس دفعہ بھی مجلس کا داخلہ بذریعہ ٹکٹ تھا۔ وزیٹروں کیلئے بھی ٹکٹ جاری کئے گئے۔ بیرونی اصحاب جو بطور وزیٹر شامل ہوئے۔ ہال کے مغرب کی نچلی گیلری میں بٹھلائے گئے۔ اور شرقی نچلی گیلری میں مستورات کے بیٹھنے کا انتظام تھا۔ اوپر کی گیلریاں قادیان کے وزیٹر اصحاب کے لئے مقرر کی گئی تھیں سکول کے طلباء

دعا کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے افتتاحی تقریر فرمائی۔ جس میں نمائندگان جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا آج آپ لوگ اسلام اور قرآن کے احکام کی تعمیل میں اس غرض کے لئے اس جگہ جمع ہوئے ہیں کہ بعض اہم دینی امور میں خلیفۂ وقت کو مشورہ دیں۔ اور اس طرح تعاون اور تناصر کر کے اس کام میں شریک ہوں۔ اور خدا کے فضل اور نصرتوں کو حاصل کریں۔ چونکہ ہمارا جمع ہونا خدا تعالیٰ کی مرضی کے حصول کیلئے ہے اسلئے ہمارے مشوروں اور باتوں میں یہی مدنظر رہنا چاہیئے

مشوروں کے متعلق ضروری نصیحت کرنے کے بعد حضور نے چندان امور کا ذکر فرمایا۔ جو مجلس سے تعلق نہیں رکھتے تھے لیکن جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ مثلاً خلافت ٹرکی کی تباہی وغیرہ۔ حضور نے فرمایا۔ اسے اسکے ان دوستوں نے ملیامیٹ کرایا۔ جو کہا کرتے تھے۔ کہ مہدی کے آنے سے قبل اسے مٹ جانا چاہیئے۔ مگر ابھی ہے۔ سو خدا نے اسکو بھی مٹا دیا۔

فرمایا۔ یہ بیان کرنے سے میری غرض دو باتوں کی طرف توجہ دلانا ہے۔ اول یہ کہ دیکھو خدا کس قدر غیرت والا ہے اس نے خلافت ٹرکی کو کس طرح مٹا دیا۔ تم بھی کبھی جوش اور غصہ میں آکر کوئی ایسی بات منہ سے نہ نکالو۔ جو خدا کی غیرت کو جوش میں لائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ مسلمان اب بالکل بے سرے ہو گئے ہیں۔ اور ان کی تباہی کا زمانہ بالکل قریب آگیا ہے۔ تم نے چونکہ اسلام کی حمایت کرنے کا دعویٰ کیا ہے۔ اس لئے تمہارا فرض ہے۔ کہ ان پراگندہ بھیڑوں کو اس ہاتھ پر جمع کرو۔ جو خدا نے ان کی حفاظت کے لئے بڑھایا ہے۔ اور جس کے بغیر کوئی بچاؤ کی جگہ نہیں۔ اور جس سے علیحدہ رہ کر نہ کوئی بادشاہ بچ سکتا ہے۔ اور نہ غیر بادشاہ۔

اسکے بعد حضور نے چند امور کا ذکر کر کے جماعت کے لئے آئندہ نظام مقرر کرنے پر تقریر فرمائی جس میں اس کی ضرورت۔ اہمیت اور فوائد بیان کئے۔ اس کے بعد مشورہ دینے کے آداب اور قواعد سمجھائے۔ اور جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب بی اے بیرسٹر ایٹ لاء کو اس کام پر مقرر فرمایا کہ جو جو صاحب تقریر کرنا چاہیں۔ انہیں باری باری اجازت دیتے رہیں۔

اس [illegible] حکم ہوا کہ اپنے اپنے

کاموں کی رپورٹیں سنائیں۔ جنہیں یہ بیان ہو کہ گذشتہ سال کی مجلس شوریٰ کے مشوروں کے متعلق انہوں نے کیا کارروائی کی ہے۔ اسپر ناظر صاحب دعوت و تبلیغ اور تعلیم و تربیت۔ ناظر صاحب صیغہ ارتداد۔ ناظر صاحب امور عامہ۔ ناظر صاحب بیت المال۔ سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ نے اپنی اپنی صیغوں کی رپورٹیں سنائیں۔ اور نمائندگان کو ان پر سوالات کرنے کی اجازت دیگئی۔ جنہوں نے ان امور کے سرانجام نہ پانے کی وجوہات دریافت کیں۔ جو گذشتہ مجلس مشاورۃ میں طے ہوئے تھے لیکن ان پر عمل نہ کیا گیا تھا۔ اسی طرح اور ضروری حالات دریافت کئے۔ جن کے جوابات ناظر صاحبان دیتے رہے۔

اسکے بعد مختلف امور کے متعلق سب کمیٹیاں مقرر کی گئیں اور مجلس نماز ظہر و عصر اور کھانا کھانے کے لئے برخاست ہوئی چار بجے کے قریب سکول کے کمروں میں سب کمیٹیوں نے اپنی اپنی کارروائی شروع کی۔ بعض سب کمیٹیوں نے اپنے اجلاس رات کے بارہ بجے تک جاری رکھے۔

۲۱ر مارچ کو تلاوت اور دعا کے بعد ۹ بجے صبح کارروائی شروع ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے ان فرائض کو پورا کرنے کے متعلق نمائندگان سے دریافت فرمایا۔ جو گذشتہ سال کی مجلس مشاورۃ میں ان کے ذمہ لگائے گئے تھے اور ان سے دریافت کیا کہ کس کس جماعت نے انکو پورا کیا ہے۔

اخیر میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے تقریر فرمائی۔ جس میں ناظر صاحبان اور نمائندگان جماعت کو کہا۔ گذشتہ سال کی تجاویز کے ماتحت دونوں فریق نے جس قدر کام کیا ہے وہ معلوم ہو گیا ہے آئندہ امید ہے زیادہ توجہ اور کوشش سے اپنے فرائض ادا کرنے کی کوشش کرینگے

اسکے بعد سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ نے احمدیہ ہوسٹل لاہور کی توسیع کی تجویز اور اسکے متعلق سب کمیٹی کی آراء پیش کیں۔ اسکے فیصلہ پر بارہ بجے کے قریب پہلا اجلاس ختم ہوا۔

۲۱ر مارچ جمعہ تھا۔ نماز جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح نے اس بڑ کے درخت کے نیچے پڑھائی۔ جو مسجد نور کے پاس ہے۔ اور بعد جمعہ ۳ بجے کے قریب دوسرا اجلاس شروع ہوا۔ چونکہ ایک اہم معاملہ زیر بحث آنیوالا تھا۔ اسلئے اعلان کیا گیا تھا کہ وزیٹر اس اجلاس میں شامل نہ ہو سکیں گے۔ اس اجلاس میں نظام جماعت کے متعلق نہایت اہم اور ضروری تجاویز پر گفتگو ہوئی۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے ارشاد کے ماتحت طے ہوئیں۔ اسی امر پر یہ اجلاس ۸ بجے رات ختم [ہوا]

۲۳ر مارچ تلاوت اور دعا کے بعد ½ ۹ بجے کارروائی شروع ہوئی۔ چونکہ جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب اس دن لاہور تشریف لے گئے تھے۔ اسلئے انکی جگہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کو تقریر کرنے کی اجازت دینے کے لئے مقرر کیا۔

اس دن پہلا معاملہ جماعت احمدیہ کی مستقل مجلس شوریٰ۔ خلیفہ اور مجلس کی پوزیشن کے متعلق پیش ہوا۔ احباب کے اظہار رائے کے بعد اس بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ہدایت قلم بند کرائی۔ اسکے بعد ناظر تصنیف و تالیف نے سب کمیٹی کی تجاویز پیش کیں اور انہی پر پہلا اجلاس دو بجے کے قریب ختم ہوا۔

دوسرا اجلاس پونے چار بجے شروع ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے تشریف لانے سے قبل جو اصحاب موجود تھے۔ جناب شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم نے ان کا ایک دوسرے سے تعارف کرانا شروع کیا۔ ابھی یہ کام ختم نہ ہوا تھا کہ حضور تشریف لے آئے جس پر شیخ صاحب خاموش ہو گئے۔ لیکن حضور نے فرمایا۔ بقیہ اصحاب کا تعارف بھی کرا دیں۔ اسکے بعد مجلس کی کارروائی شروع ہوئی۔ جس میں ناظر دعوت و تبلیغ۔ ناظر امور عامہ۔ ناظر بیت المال نے اپنے اپنے صیغہ کے معاملات کے متعلق سب کمیٹیوں کی تجاویز پیش کیں جن پر احباب اظہار رائے کرتے رہے۔ اسکے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اختتامی تقریر فرمائی۔ جس میں مجلس مشاورۃ کے فوائد بیان فرماتے ہوئے ہر جماعت کے نمائندہ کو اس میں شامل ہونے کی تحریک کرنے کا ارشاد فرمایا۔ اور دعا پر اجلاس ۹ بجے ختم ہوا۔

جن معاملات کے متعلق رائے شماری کی گئی۔ انہیں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے کثرت رائے کے حق میں اپنا فیصلہ دیا۔ البتہ ایک معاملہ میں حضور نے کثرت رائے کے خلاف فیصلہ فرمایا۔

یہ مختصر اطلاع ہے جو مجلس شوریٰ کے متعلق دیجاتی ہے۔ اصل کارروائی رپورٹ مجلس میں درج ہو گی۔ جو انشاء اللہ جلد سے جلد شائع ہو جائیگی۔

حسب معمول اس دفعہ بھی مجلس کا داخلہ بذریعہ ٹکٹ تھا۔ وزیٹروں کیلئے بھی ٹکٹ جاری کئے گئے۔ بیرونی اصحاب جو بطور وزیٹر شامل ہوئے۔ ہال کے مغرب کی نچلی گیلری میں بٹھلائے گئے۔ اور شرقی نچلی گیلری میں مستورات کے بیٹھنے کا انتظام تھا۔ اوپر کی گیلریاں قادیان کے وزیٹر اصحاب کے لئے مقرر کی گئی تھیں سکول کے طا[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
یوم سہ شنبہ ۔ قادیان دار الامان ۔ ۲۵ مارچ سنہ ۱۹۲۴ء

غیر مبائعین اور خلافت ٹرکی

مسئلہ خلافت کے متعلق مولوی محمد علی صاحب کے بوئے ہوئے کانٹے مولوی صاحب اور ان کے ساتھیوں کے آگے

(۱)

"غازی اعظم" اور "قائد اسلام" مصطفےٰ کمال پاشا نے "خلافت ٹرکی" کا قطعی خاتمہ کر کے جہاں عام مسلمانوں میں حشر انگیز اور قیامت خیز ماتم بپا کر دیا ہے ان کے بلند بانگ دعاوی اور کئی سالہ سرگرم کوششوں پر پانی پھیر دیا ہے۔ وہاں غیر مبائعین کو بھی کہیں کا نہیں رکھا۔ وجہ یہ کہ اس طائفہ نے بھی خلافت ٹرکی کی تائید اور حمایت میں دوسرے مسلمانوں سے کوئی کم سرگرمی نہیں دکھائی تھی۔ بلکہ ایک رنگ میں ان سے بہت بڑھ کر چڑھ کر قدم مارا تھا۔ خلافت ٹرکی کے دوسرے حامیوں نے اگر محض لوگوں کے جذبات اور احساسات کو خلافت ٹرکی کی حمایت میں برانگیختہ کیا تھا۔ تو گروہ غیر مبائعین کے امیر مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ قرآن اور احادیث کو لیکر خلافت ٹرکی کی حمایت میں کھڑے ہوئے تھے۔ اور اپنے استدلال کی بنیاد قرآنی آیات اور احادیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر رکھی تھی۔ چنانچہ انہوں نے جمعہ کے خطبوں اور ٹریکٹوں میں اپنی اس شان مولویت کا اظہار بڑے شدّ و مدّ کے ساتھ کیا۔ اب جبکہ خلافت ٹرکی نیست و نابود ہو گئی ہے۔ اور خلافت کا تختہ اُلٹ گیا ہے۔ تو اس حالت نے سب سے زیادہ مشکل اور الجھن میں جناب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ہمنواؤں کو ڈالدیا۔ اور انہیں نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مصداق بنا دیا ہے۔ اب وہ قرآن کریم اور احادیث کو چھوڑ دیں۔ یہ خلافت ٹرکی کو منسوخ شدہ سمجھیں۔

اسوقت ہمارے سامنے مولوی محمد علی صاحب کا وہ رسالہ ہے جس کے متعلق "پیغام صلح" نے خلافت ٹرکی کے خلاف ہمارے مطالبات سے تنگ آکر یہ چیلنج دیا تھا کہ "اگر جناب الفضل کو مزید اطمینان کی ضرورت ہو۔ تو وہ حضرت امیر کے تازہ ٹریکٹ "خلافت اسلامیہ بروئے قرآن وحدیث" کو مطالعہ کریں۔ اور اگر حوصلہ ہو تو قرآن اور حدیث سے اسکی تردید کر کے دکھائیں"

(پیغام صلح ۲۲ فروری سنہ ۱۹۲۰ء)

اللہ! اللہ!! وہ بھی وقت تھا۔ جب مولوی صاحب کے اس رسالہ پر اس قدر ناز اور فخر کیا جاتا۔ اور اس کو ایسا لاجواب اور مسکت سمجھا جاتا تھا۔ لیکن آج یہ وقت ہے کہ اس رسالہ کا ایک ایک صفحہ ایک ایک سطر بلکہ ایک ایک لفظ مولوی صاحب اور ان کے ساتھیوں کے لئے ندامت اور شرمندگی کا باعث بن رہا ہے۔ اور وہ دل سے چاہتے ہونگے کہ کاش! انہیں یہ رسالہ لکھنے کی توفیق ہی نہ ملتی۔ جیسا کہ ان چند اقتباسات سے ظاہر ہوگا۔ جو ٹریکٹ مذکور سے ہم آگے پیش کرینگے۔ لیکن اگر ہم ان کی نسبت یہ خیال کرنے میں حق بجانب نہیں ہیں۔ اور اب بھی وہ اس ٹریکٹ کو ایسا ہی قابل فخر و ناز سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ سنہ ۱۹۲۰ء کے ماہ فروری میں سمجھتے تھے۔ تو اس کا نیا ایڈیشن چھپوا کر اس وقت کی طرح اب بھی مفت تقسیم کر دیں۔ ان کے ایسا کرنے پر ہم نہ صرف اپنے بیان کردہ خیال کو بدل لینگے۔ بلکہ خاص طور پر ان کے مشکور بھی ہونگے۔ کہ وہ ہمیں اس ٹریکٹ کی حرف بحرف اشاعت کی زحمت سے بچا لینگے۔

جیسا کہ اس ٹریکٹ کے نام سے ظاہر ہے اسمیں جناب مولوی صاحب موصوف نے قرآن اور حدیث سے خلافت ٹرکی کو خلافت اسلامیہ از روئے قرآن وحدیث ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور اسقدر زور صرف کیا ہے کہ جس کی کوئی انتہاء نہیں۔ جیسا کہ حسب ذیل اقتباسات سے ظاہر ہے۔

فرماتے ہیں :-

"اسلام میں خلافت قرآن کریم کے صریح احکام پر مبنی ہے۔ جس کی تائید نبی کریم کی حدیثوں سے ہوتی ہے۔ اور روئے زمین پر کوئی مسلم فرد اس کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔" صہ ۲

جناب مولوی صاحب کو کیا معلوم تھا کہ جس خلافت کو وہ اسقدر اہمیّت دے رہے ہیں کہ روئے زمین کے تمام مسلم افراد میں سے کوئی ایک بھی اسے نظر انداز نہیں کر سکتا۔ اس کی اینٹ سے اینٹ وہی قوم بجا دیگی۔ جو انکے نزدیک اس خلافت کی حامل اور حقدار ہے۔ یہ خیال تو کسی ایسے ہی انسان کو آسکتا تھا۔ جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد پر ایمان ہوتا۔ جس میں حضور نے خلافت ٹرکی کو صرف منہ کا دعوٰی قرار دیا ہے۔ مولوی صاحب بیچارے تو یہ دیکھ رہے تھے۔ کہ مسلمانان ہند میں خلافت ٹرکی کے متعلق غیر معمولی جوش و خروش پایا جاتا ہے۔ اور اس کی خاطر وہ نا کردنی افعال بھی کر رہے ہیں۔ انکی خوشنودی اسی طرح حاصل ہو سکتی ہے کہ نہ صرف ان کی ہاں میں ہاں ملائی جائے۔ بلکہ خلافت ٹرکی کی حمایت میں ان سے بڑھ کر قدم مارا جائے۔ اور وہ کچھ کہا جائے جسے کہنے کے لئے کوئی اور تیار نہ ہو۔ اسی بات کو مدنظر رکھکر انہوں نے اپنے ٹریکٹ کے صفحہ ۳ پر فرمایا :-

"یہ معاملہ جو بظاہر دنیاوی معلوم ہوتا ہے فی الحقیقت مذہبی بنیاد پر مبنی ہے۔ اور حقیقۃ الامر بھی یہی ہے کہ اگر مسلمانان عالم کے دلوں میں مسئلہ خلافت کے متعلق اسوقت ایک عالمگیر تشویش اور پریشانی ہے تو انکی وجہ یہ نہیں ہے کہ وہ ایک اور اسلامی سلطنت

الفضل
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
یوم سہ شنبہ - قادیان دارالامان - ۲۵ مارچ ۱۹۲۴ء

غیر مبائعین اور خلافت ٹرکی

مسئلہ خلافت کے متعلق مولوی محمد علی صاحب کے بوئے ہوئے کانٹے

مولوی صاحب اور اُن کے ساتھیوں کے آگے

(۱)

"غازی اعظم" اور "قائد اسلام" مصطفےٰ کمال پاشا نے "خلافت ٹرکی" کا قطعی خاتمہ کر کے جہاں عام مُسلمانوں میں حشر انگیز اور قیامت خیز ماتم بپا کر دیا ہے ان کے بلند بانگ دعاوی اور کئی سالہ سرگرم کوششوں پر پانی پھیر دیا ہے۔ وہاں غیر مبایعین کو بھی کہیں کا نہیں رکھا۔ وجہ یہ کہ اس طائفہ نے بھی خلافت ٹرکی کی تائید اور حمایت میں دوسرے مسلمانوں سے کوئی کم سرگرمی نہیں دکھائی تھی۔ بلکہ ایک رنگ میں ان سے بہت بڑھ کر چڑھ کر قدم مارا تھا۔ خلافت ٹرکی کے دوسرے حامیوں نے اگر محض لوگوں کے جذبات اور احساسات کو خلافت ٹرکی کی حمایت میں برانگیختہ کیا تھا۔ تو گروہ غیر مبایعین کے امیر مولوی محمد علی صاحب ایم اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ قرآن اور احادیث کو لیکر خلافت ٹرکی کی حمایت میں کھڑے ہوئے تھے۔ اور اپنے استدلال کی بنیاد قرآنی آیات اور احادیث رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر رکھی تھی۔ چنانچہ انہوں نے جمعہ کے خطبوں اور ٹریکٹوں میں اپنی اس شان مولویت کا اظہار بڑے شدّ ومدّ کے ساتھ کیا۔ اب جبکہ خلافت ٹرکی نیست و نابود ہو گئی ہے۔ اور خلافت کا تختہ اُلٹ گیا ہے۔ تو اس حالت نے سب سے زیادہ مشکل اور الجھن میں جناب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے پس رُدوں کو ڈالدیا۔ اور انہیں نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مصداق بنا دیا ہے۔ اب وہ قرآن کریم اور احادیث کو چھوڑ دیں۔ یا خلافت ٹرکی کو منسوخ نہ سمجھیں۔

اسوقت ہمارے سامنے مولوی محمد علی صاحب کا وہ رسالہ ہے جس کے متعلق "پیغام صلح" نے خلافت ٹرکی کے خلاف ہمارے مطالبات سے تنگ آکر یہ چیلنج دیا تھا کہ "اگر جناب الفضل کو مزید اطمینان کی ضرورت ہو۔ تو وہ حضرت امیر کے تازہ ٹریکٹ اور خلافت اسلامیہ بحوئے قرآن وحدیث کو مطالعہ کریں۔ اور اگر حوصلہ ہو تو قرآن اور حدیث سے اسکی تردید کر کے دکھائیں۔"

(پیغام صلح ۲۲ فروری ۱۹۲۰ء)

اللہ! اللہ!! وہ بھی وقت تھا۔ جب مولوی صاحب کے اس رسالہ پر اس قدر ناز اور فخر کیا جاتا۔ اور اس کو ایسا لاجواب اور مسکت سمجھا جاتا تھا۔ لیکن آج یہ وقت ہے کہ اس رسالہ کا ایک ایک صفحہ ایک ایک سطر بلکہ ایک ایک لفظ مولویصاحب اور ان کے ساتھیوں کے لئے ندامت اور شرمندگی کا باعث بن رہا ہے۔ اور وہ دل سے چاہتے ہونگے کہ کاش! انہیں یہ رسالہ لکھنے کی توفیق ہی نہ ملتی۔ جیسا کہ ان چند اقتباسات سے ظاہر ہو گا۔ جو ٹریکٹ مذکور سے ہم آگے پیش کرینگے۔ لیکن اگر ہم ان کی نسبت یہ خیال کرنے میں حق بجانب نہیں ہیں۔ اور اب بھی وہ اس ٹریکٹ کو ایسا ہی قابل فخر وناز سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ سنہ ۱۹۲۰ء کے ماہ فروری میں سمجھتے تھے۔ تو اس کا نیا ایڈیشن چھپوا کر اس وقت کی طرح اب بھی مفت تقسیم کر دیں۔ ان کے ایسا کرنے پر ہم نہ صرف اپنے بیان کردہ خیال کو بدل لینگے۔ بلکہ خاص طور پر ان کے مشکور بھی ہونگے۔ کہ وہ ہمیں اس بحرف اشاعت کی زحمت سے بچا لینگے۔

جیسا کہ اس ٹریکٹ کے نام سے ظاہر ہے اسمیں جناب مولوی صاحب موصوف نے قرآن اور حدیث سے خلافت ٹرکی کو خلافت اسلامیہ از رُوئے قرآن وحدیث ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور اسقدر زور صرف کیا ہے کہ جس کی کوئی انتہاء نہیں۔ جیسا کہ حسب ذیل اقتباسات سے ظاہر ہے۔

فرماتے ہیں :-

"اسلام میں خلافت قرآن کریم کے صریح احکام پر مبنی ہے۔ جس کی تائید نبی کریم کی حدیثوں سے ہوتی ہے۔ اور روئے زمین پر کوئی مسلم فرد اس کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔" صہ۲

جناب مولوی صاحب کو کیا معلوم تھا کہ جس خلافت کو وہ اسقدر اہمیت دے رہے ہیں کہ روئے زمین کے تمام مسلم افراد میں سے کوئی ایک بھی اسے نظر انداز نہیں کر سکتا۔ اس کی اینٹ سے اینٹ وہی قوم بجا دیگی۔ جو انکے نزدیک اس خلافت کی حامل اور حقدار ہے۔ یہ خیال تو کسی ایسے ہی انسان کو آسکتا تھا۔ جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد پر ایمان ہوتا۔ جسمیں حضور نے خلافت ٹرکی کو صرف منہ کا دعویٰ قرار دیا ہے۔ مولوی صاحب بیچارے تو یہ دیکھ رہے تھے۔ کہ مُسلمانان ہند میں خلافت ٹرکی کے متعلق غیر معمولی جوش و خروش پایا جاتا ہے۔ اور اس کی خاطر وہ ناکردنی افعال بھی کر رہے ہیں۔ انکی خوشنودی اسی طرح حاصل ہو سکتی ہے کہ نہ صرف ان کی ہاں میں ہاں ملائی جائے۔ بلکہ خلافت ٹرکی کی حمایت میں ان سے بڑھ کر قدم مارا جائے۔ اور وہ کچھ کہا جائے جسے کہنے کے لئے کوئی اور تیار نہ ہو۔ اسی بات کو مدنظر رکھ کر انہوں نے اپنے ٹریکٹ کے صفحہ ۳ پر فرمایا :-

"یہ معاملہ جو بظاہر دنیاوی معلوم ہوتا ہے فی الحقیقت مذہبی بنیاد پر مبنی ہے۔ اور حقیقۃ الامر بھی یہی ہے کہ اگر مسلمانان عالم کے دلوں میں مسئلہ خلافت کے متعلق اسوقت ایک عالمگیر تشویش اور پریشانی ہے تو اسکی وجہ یہ نہیں ...

کو پامال ہوتے دیکھنا گوارا نہیں کر سکتے۔ بلکہ یہ وجہ ہے۔ کہ خلافت ایک مذہبی معاملہ ہے۔ اور وہ بھی اسقدر اہم اور ضروری ہے۔ کہ اسکے سامنے فرقہ بندیوں کے جملہ اختلافات مٹ گئے۔"

ان سطور میں مولوی صاحب نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے وہی بنیادی غلطی ہے۔ جو مسلمانوں نے سلطنت ٹرکی کی حمایت میں آواز اُٹھانے کیوقت کی۔ اور جس سے امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے اپنے ٹریکٹ میں یہ لکھکر مطلع کیا تھا کہ سلطنت ٹرکی کی حمایت میں اس بناء پر آواز نہ اُٹھاؤ کہ سلطان ٹرکی مسلمانوں کا خلیفہ ہے۔ بلکہ اسکی وجہ یہ قرار دو کہ وہ اسلامی سلطنت ہے (اس کا مفصل ذکر ہم ۱۴ مارچ کے الفضل میں کر چکے ہیں) اس سے بآسانی اس امر کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ امام جماعت احمدیہ نے اپنی دور بین اور حقیقت شناس نظر سے جس خطرہ کو محسوس کر کے مسلمانوں کو اس سے بچنے کی تلقین کی تھی۔ اور جو اب ترکان احرار کے خلافت ٹرکی کو نابود کر دینے پر بالکل نمایاں ہو کر مسلمانوں کے لئے وبال جان ثابت ہوا ہے۔ مولوی محمد علی صاحب نے بڑی بے باکی اور ناعاقبت اندیشی سے مسلمانوں کو اسی میں دھکیلا تھا۔ جس کا مآل یہ ہوا کہ اب جبکہ خود ترکوں کے ہاتھوں خلافت کا وجود نابود ہو گیا۔ تو مسلمانوں کے ہاتھ پلے کچھ نہ رہا۔ اب مولوی محمد علی صاحب یا کوئی اور خلافت ٹرکی کا حامی اور شیدائی کس طرح سمجھ سکتا ہے کہ مسلمانوں میں سلطنت ٹرکی کے متعلق تشویش اور پریشانی کی وجہ یہ ہے کہ ترک خلافت اسلامیہ کے حامل ہیں۔ کیونکہ اب کہا جائیگا۔ اگر یہ وجہ ہے تو مسلمانوں کو انگریزوں کے خلاف آواز اٹھانے کی بجائے خود ترکوں کے خلاف کھڑا ہونا چاہیئے۔ جنھوں نے خلافت کا نام و نشان مٹا دیا ہے۔ اور جو کچھ اسوقت تک خلافت کے حامیوں نے گورنمنٹ برطانیہ کے خلاف کیا ہے۔ اس سے بہت زیادہ ترکانِ احرار کے متعلق کرنا چاہیئے۔ کیا مولوی محمد علی صاحب اب مسلمانوں کو یہی مشورہ دینے کے لئے تیار ہیں۔ اگر نہیں تو کیوں؟ وہ یا تو اس بات سے انکار کریں کہ مسلمانوں میں عالمگیر تشویش اور پریشانی کی وجہ مسئلہ خلافت ٹرکی نہیں تھا۔ یہ محض گورنمنٹ کے خلاف شورش پھیلانے کے لئے کہا گیا تھا۔ یا پھر خلافت کا بالکل خاتمہ کر کے اس تشویش اور پریشانی کو انتہا درجہ تک پہنچانے والے ترکوں کے خلاف کارروائی کرنے پر مسلمانوں کو آمادہ کریں۔

مولوی صاحب ذرا اپنے حسب ذیل الفاظ ملاحظہ فرمائیں۔ جو انہوں نے خلافت ٹرکی کی حمایت میں لکھے تھے:۔

"یہ استحکام مذہب پر ایک خطرناک حملہ ہے اور مسلمانوں کا حقیقی امن سلب ہو جائیگا۔ یہی ایک بات ہے۔ جس نے ہر ایک مسلم قلب کو بےچین کر رکھا ہے۔ یہ تشویش کسی آنیوالے خطرے کے کمزور احساس کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ اس کی وجہ وہ راسخ ایمان و اعتقاد ہے۔ جس کی بنیاد قرآن کریم کے ان الفاظ پر ہے کہ خلافت کو کمزور کرنے کی کوشش درحقیقت مذہب اسلام کو کمزور کرنے کی کوشش ہے۔ اور باوجود تمام نہ مذہبی آزادی کے مسلمان امن کی حالت سے نکل جائینگے۔ لہذا خلافت مسلمانوں کے لئے ایک اہم مذہبی ضرورت ہے۔ کیونکہ قرآن کریم کے الفاظ نے اسکو ضروری ٹھہرایا ہے۔" (صلہ)

ہم نہایت ادب کے ساتھ مولوی صاحب سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ اگر خلافت ٹرکی کو کمزور کرنا "استحکام مذہب پر خطرناک حملہ ہے۔" اگر "قرآن کریم کے الفاظ کی بناء پر" "مسلمانوں کا" "راسخ ایمان اور اعتقاد" یہ ہے۔ کہ "خلافت کو کمزور کرنے کی کوشش درحقیقت مذہب اسلام کو کمزور کرنے کی کوشش ہے۔" اگر خلافت ٹرکی کو کمزور کرنے کی وجہ سے "مسلمان امن کی حالت سے نکل جائینگے۔" تو براہِ نوازش فرمایئے۔ خلافت ٹرکی کا قطعی خاتمہ کر دینے سے اس کا بالکل نام و نشان مٹا دینے سے اس کو ہمیشہ کے لئے اڑا دینے سے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ یقیناً اس کا اثر خلافت کو کمزور کر دینے کی نسبت بہت زیادہ خطرناک ہونا چاہیئے۔ پھر جب ترک اس کے مرتکب ہوئے ہیں۔ خلافت کو منسوخ اور خلیفہ کو معزول کر چکے ہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ آپ اس خطرہ کی طرف مسلمانوں کو توجہ نہیں دلاتے۔ آپ نے کیوں ابھی تک اس بارے میں کوئی خطبہ جمعہ ارشاد نہیں فرمایا اور کیوں خلافت اسلامیہ بروئے قرآن و حدیث نامی ٹریکٹ کی دوبارہ اشاعت اس قدر ترمیم کے ساتھ کہ جہاں "عیسائی مدبرین" یا "مدبرین برطانیہ" کو مخاطب کیا گیا ہے۔ وہاں "ترکان احرار" اور "غازی مصطفیٰ کمال پاشا" کے الفاظ لکھ کر نہیں کرتے۔ یا اس سے بھی زیادہ پرزور ٹریکٹ ترکوں کے خلاف نہیں لکھتے۔ پھر یہ کیا بوالعجبی ہے کہ خلافت کو تباہ و برباد کر دینے والے ترکوں کے خلاف آواز اٹھانے کی بجائے آپ ناصح مشفق کا لباس پہن کر مسلمانوں کو یہ مشورہ دے رہے ہیں کہ:۔

"اگر ترکوں نے خلافت کی تنسیخ سے اتحاد اسلامی کو نقصان پہنچایا ہے۔ تو دوسرے مسلمانوں کا یہ کام نہ ہونا چاہیئے۔ کہ انہیں مرتد اور دشمن اسلام قرار دیکر جس قدر اتحاد باقی ہے۔ اسے اپنے ہاتھوں سے توڑ دیں۔ اور جن ذریعوں سے اس نقصان کی تلافی ہو سکتی ہے۔ انکو خود ہمیشہ کیلئے دور کر دیں۔ اگر کوئی ہتھیار ہمیں اسوقت کام دے سکتا ہے۔ تو وہ ایک ٹھنڈا دل ہے۔ جو غور و فکر سے کام لے۔" (پیغام ۱۶ مارچ)

پھر یہی نہیں۔ بلکہ خلافت ٹرکی کی تنسیخ پر جو مسلمان ترکوں کے خلاف اپنے غم و غصہ اور رنج و ملال کا اظہار کر رہے ہیں۔ انہیں بایں الفاظ مخاطب کر رہے ہیں کہ:۔

"اسلام کو سب سے زیادہ نقصان پہنچانے والی بات وہ طریق عمل ہے۔ جو غازی مصطفےٰ کمال اور ترکوں کے متعلق یہاں ہندوستان میں اختیار کیا گیا ہے۔ کسی طرف سے یہ آواز آرہی ہے کہ وہ مرتد ہیں۔ کوئی ان کو دشمن اسلام قرار دیکر یہ کہتا ہے کہ مسلمانوں کو ان کا دشمن ہونا چاہیئے۔ کوئی خلافت کو اصول اسلام میں سے قرار دیکر انہیں منکر اصول اسلامی بتا رہا ہے۔"

ایک طرف تو مولوی صاحب اس طرح ان ترکوں کی حمایت اور تائید میں کھڑے ہوئے ہیں جنھوں نے خلافت ٹرکی کو حرف غلط کیطرح مٹا دیا ہے اور دوسری طرف اس خلافت کو فضول اور بے حقیقت قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

[illegible] یہ ناگوار نہیں کرسکتے۔ بلکہ یہ وجہ ہے۔ کہ [illegible] ایک مذہبی معاملہ ہے اور وہ بھی اسقدر اہم اور ضروری ہے۔ کہ اسکے سامنے فرقہ بندیوں کے جملہ اختلافات مٹ گئے"۔

ان سطور میں مولوی صاحب نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے وہی بنیادی غلطی ہے۔ جو مسلمانوں نے سلطنت ٹرکی کی حمایت میں آواز اُٹھانے کیوقت کی۔ اور جس سے امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے اپنے ٹریکٹ میں یہ لکھکر مطلع کیا تھا کہ سلطنت ٹرکی کی حمایت میں اس بناء پر آواز نہ اٹھاؤ کہ سلطان ٹرکی مسلمانوں کا خلیفہ ہے۔ بلکہ اسکی وجہ یہ قرار دو کہ وہ اسلامی سلطنت ہے (اس کا مفصل ذکر ہم ۱۴ مارچ کے الفضل میں کر چکے ہیں) اس سے بآسانی اس امر کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کہ امام جماعت احمدیہ نے اپنی دوربین اور حقیقت شناس نظر سے جس خطرہ کو محسوس کر کے مسلمانوں کو اس سے بچنے کی تلقین کی تھی۔ اور جو اب ترکان احرار کے خلافت ٹرکی کو نابود کر دینے پر بالکل نمایاں ہو کر مسلمانوں کے لئے وبال جان ثابت ہوا ہے۔ مولوی محمد علی صاحب نے بڑی بے باکی اور ناعاقبت اندیشی سے مسلمانوں کو اسی میں دھکیلا تھا۔ جس کا مآل یہ ہوا کہ اب جبکہ خود ترکوں کے ہاتھوں خلافت کا وجود نابود ہو گیا۔ تو مسلمانوں کے ہاتھ پلے کچھ نہ رہا۔ اب مولوی محمد علی صاحب یا کوئی اور خلافت ٹرکی کا حامی اور شیدائی کس طرح کہہ سکتا ہے کہ مسلمانوں میں سلطنت ٹرکی کے متعلق تشویش اور پریشانی کی وجہ یہ ہے کہ ترک خلافت اسلامیہ کے حامل ہیں۔ کیونکہ اب کہا جائیگا۔ اگر یہ وجہ ہے تو مسلمانوں کو انگریزوں کے خلاف آواز اٹھانے کی بجائے خود ترکوں کے خلاف کھڑا ہونا چاہیئے۔ جنھوں نے خلافت کا نام ونشان مٹا دیا ہے۔ اور جو کچھ اسوقت تک خلافت کے حامیوں نے گورنمنٹ برطانیہ کے خلاف کیا ہے۔ اس سے بہت زیادہ ترکان احرار کے متعلق کرنا چاہیئے۔ کیا مولوی محمد علی صاحب اب مسلمانوں کو یہی مشورہ دینے کے لئے تیار ہیں۔ اگر نہیں تو کیوں؟ وہ یا تو اس بات سے انکار کریں کہ مسلمانوں میں عالمگیر تشویش اور پریشانی کی وجہ مسئلہ خلافت [illegible] محض گورنمنٹ کے خلاف [illegible] تھا۔ یا پھر خلافت کا بالکل خاتمہ کر کے اس تشویش اور پریشانی کو انتہا درجہ تک پہنچانے والے ترکوں کے خلاف کارروائی کرنے پر مسلمانوں کو آمادہ کریں۔

مولوی صاحب ذرا اپنے حسب ذیل الفاظ ملاحظہ فرمائیں۔ جو انہوں نے خلافت ٹرکی کی حمایت میں لکھے تھے۔

"یہ استحکام مذہب پر ایک خطرناک حملہ ہے۔ اور مسلمانوں کا حقیقی امن سلب ہو جائیگا۔ یہی ایک بات ہے۔ جس نے ہر ایک مسلم قلب کو بےچین کر رکھا ہے۔ یہ تشویش کسی آنیوالے خطرے کے کمزور احساس کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ اس کی وجہ وہ راسخ ایمان واعتقاد ہے۔ جس کی بنیاد قرآن کریم کے ان الفاظ پر ہے کہ خلافت کو کمزور کرنے کی کوشش درحقیقت مذہب اسلام کو کمزور کرنے کی کوشش ہے۔ اور باوجود نام نہاد مذہبی آزادی کے مسلمان امن کی حالت سے نکل جائینگے۔ لہذا خلافت مسلمانوں کے لئے ایک اہم مذہبی ضرورت ہے۔ کیونکہ قرآن کریم کے الفاظ نے اسکو ضروری ٹھہرایا ہے"۔ (صفحہ)

ہم نہایت ادب کے ساتھ مولوی صاحب سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ اگر خلافت ٹرکی کو کمزور کرنا استحکام مذہب پر "خطرناک حملہ ہے"۔ اگر "قرآن کریم کے الفاظ کی بناء پر" مسلمانوں کا "راسخ ایمان اور اعتقاد" یہ ہے۔ کہ "خلافت کو کمزور کرنے کی کوشش درحقیقت مذہب اسلام کو کمزور کرنے کی کوشش ہے"۔ اگر خلافت ٹرکی کو کمزور کرنے کی وجہ سے "مسلمان امن کی حالت سے نکل جائینگے"۔ تو براہ نوازش فرمایئے۔ خلافت ٹرکی کا قطعی خاتمہ کر دینے سے اس کا بالکل نام ونشان مٹا دینے سے اس کو ہمیشہ کے لئے اڑا دینے سے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ یقیناً اس کا اثر خلافت کو کمزور کر دینے کی نسبت بہت زیادہ خطرناک ہونا چاہیئے۔ پھر جب ترک اس کے مرتکب ہوئے ہیں۔ خلافت کو منسوخ اور خلیفہ کو معزول کر چکے ہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ آپ اس خطرہ کی طرف مسلمانوں کو توجہ نہیں دلاتے۔ آپ نے کیوں ابھی تک اس بارے میں کوئی خطبہ جمعہ ارشاد نہیں فرمایا اور کیوں خلافت اسلامیہ بروئے قرآن وحدیث نامی ٹریکٹ کی دوبارہ اشاعت اس قدر ترمیم کے ساتھ کہ جہاں "عیسائی مدبرین" یا "مدبرین برطانیہ" کو مخاطب کیا گیا ہے۔ وہاں "ترکان احرار" اور "غازی مصطفےٰ کمال پاشا" کے الفاظ لکھ کر نہیں کرتے۔ یا اس سے بھی زیادہ پرزور ٹریکٹ ترکوں کے خلاف نہیں لکھتے۔ پھر یہ کیا بوالعجبی ہے کہ خلافت کو تباہ وبرباد کر دینے والے ترکوں کے خلاف آواز اٹھانے کی بجائے آپ ناصح مشفق کا لباس پہن کر مسلمانوں کو یہ مشورہ دے رہے ہیں کہ:۔

"اگر ترکوں نے خلافت کی تنسیخ سے اتحاد اسلامی کو نقصان پہنچایا ہے۔ تو دوسرے مسلمانوں کا یہ کام نہ ہونا چاہیئے۔ کہ انہیں مرتد اور دشمن اسلام قرار دیکر جس قدر اتحاد باقی ہے۔ اسے اپنے ہاتھوں سے توڑ دیں۔ اور جن ذریعوں سے اس نقصان کی تلافی ہو سکتی ہے۔ انکو خود ہمیشہ کیلئے دور کر دیں۔ اگر کوئی ہتھیار ہمیں اسوقت کام دے سکتا ہے۔ تو وہ ایک ٹھنڈا دل ہے۔ جو غور وفکر سے کام لے"۔ (پیغام ۶ مارچ)

پھر یہی نہیں۔ بلکہ خلافت ٹرکی کی تنسیخ پر جو مسلمان ترکوں کے خلاف اپنے غم وغصہ اور رنج وملال کا اظہار کر رہے ہیں۔ انہیں بایں الفاظ مخاطب کر رہے ہیں کہ:۔

"اسلام کو سب سے زیادہ نقصان پہنچانے والی بات وہ طریق عمل ہے۔ جو غازی مصطفےٰ کمال اور ترکوں کے متعلق یہاں ہندوستان میں اختیار کیا گیا ہے۔ کسی طرف سے یہ آواز آرہی ہے کہ وہ مرتد ہیں۔ کوئی ان کو دشمن اسلام قرار دیکر یہ کہتا ہے کہ مسلمانوں کو ان کا دشمن ہونا چاہیئے۔ کوئی خلافت کو اصول اسلام میں سے قرار دیکر انہیں منکر اصول اسلامی بتا رہا ہے"۔

ایک طرف تو مولوی صاحب اس طرح ان ترکوں کی حمایت اور تائید میں کھڑے ہوتے ہیں جنھوں نے خلافت ٹرکی کو حرف غلط کیطرح مٹا دیا ہے۔ اور دوسری طرف اس خلافت کو فضول اور بے حقیقت قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"جب انہوں (عیسائی طاقتوں) نے ملک عرب کو سلطنت ترکی سے اپنی مخفی تدابیر اور سازشوں سے بالکل الگ کر دیا۔ حقیقت خلافت تو ترکی کے ہاتھ سے اسی وقت نکل چکی تھی۔ اور آج جس چیز کو ترکوں نے چھوڑا ہے۔ وہ محض ایک لفظ ہے۔ جس کے پیچھے ان کے لئے کوئی حقیقت باقی نہ رہی تھی"

اگرچہ مولوی محمد علی صاحب کا گزشتہ طرز عمل بتاتا ہے۔ کہ انہوں نے اپنے پہلے خیالات اعتقادات اور آرا کو پس پشت ڈال کر بالکل ان کے الٹ اور خلاف کہنے میں کبھی شرم محسوس نہیں کی۔ لیکن خلافت ٹرکی اور اسے پاش پاش کرنے والے ترکان احرار کے متعلق جو رویہ انہوں نے اب اختیار کیا ہے۔ وہ تو نہایت ہی تعجب انگیز اور حیرت افزا ہے۔ جب اتحادیوں کے متعلق خیال کیا جاتا تھا۔ کہ وہ خلافت ٹرکی کو کمزور کرنا چاہتے ہیں۔ اس وقت جناب مولوی صاحب نے خلافت ٹرکی کو خاص مذہبی مسئلہ قرار دینے پر جس قدر زور دیا۔ اسکا پتہ ان خطبات سے جو پیغام صلح میں شائع ہو چکے ہیں اور ان کے ٹریکٹوں سے جن کے متعلق اب بھی وہ کہہ رہے ہیں۔ کہ "ان کی کاپیاں بکثرت اور بار بار چھپ چھپ کر جگہ جگہ تقسیم ہوتی رہی ہیں" لگ سکتا ہے۔

اس کے متعلق ہم انشاء اللہ اگلے پرچہ میں بوضاحت بیان کرینگے۔ کہ مولوی صاحب اب جس خلافت کو بے حقیقت لفظ کہہ رہے ہیں پہلے اسے کیا سمجھتے اور سمجھاتے رہے ہیں۔

خلافت مسلمانوں کے دلوں میں

ایک طرف خلافت کی تنسیخ اور خلیفہ کی معزولی نے اور دوسری طرف خلافت کے نئے دعویداروں نے مسلمانان کو عجیب کشمکش اور تذبذب میں ڈال رکھا۔ اور خلافت کے بارے میں جتنے منہ اتنی ہی باتیں سنائی دے رہی ہیں لیکن سب سے دلچسپ خیال ان لوگوں کا ہے۔ جو کہہ رہے ہیں سلطان عبدالمجید خاں اب بھی عالم اسلام کے خلیفہ ہیں۔ اور ثبوت یہ ہے "ترکان احرار نے خلافت کو فنا کر دیا۔ مگر وہ مسلمانان عالم کے دلوں میں زندہ موجود ہے" خدیں چہ شک ہے دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے۔

مکتوبات امام

مرسلہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے افسر ڈاک

ایمانی غیرت اور قوت

ایک معزز صاحب نے جب سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے مکتوب ذیل بغرض دعا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے حضور لکھا۔

حضرت مرشدنا و امامنا ایدہ اللہ بنصرہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ حضور سے رخصت ہو کر امرتسر اور راولپنڈی قیام کرتا ہوا غریب خانہ پہونچا۔ اگرچہ میرے گھر آنے سے پہلے ہی علاقہ میں لوگوں کو میرے بیعت کرنے کی اطلاع ہو چکی تھی۔ تاہم لوگ شبہ کی حالت میں تھے۔ جس وقت میں پہونچا۔ دو تین گھنٹہ کے بعد خلافت کمیٹی کے تمام رکن ایک ڈیپوٹیشن کی صورت میں میرے پاس آئے۔ اور آتے ہی مجھ سے بیعت کی افواہ کے متعلق دریافت کیا۔ جب میری طرف سے اثبات میں جواب سنا۔ تو معمولی ردوکد کے بعد بحالت ناراضگی میرے گھر سے اٹھ کر چلے گئے۔ دوسرے روز مجھے معلوم ہوا۔ کہ ایک جلسہ کر کے مجھ پر کفر کا فتویٰ لگایا گیا۔ اور وغیرہ وغیرہ خرافات ناقابل گذارش میرے لئے یہ کوئی غیر متوقع چیز نہ تھی۔ جس کا کوئی اثر ہوتا۔ پھر طرح طرح کی حیلہ سازی کی گئی۔ اور مجھے بیعت کی تنسیخ کے لئے ورغلایا گیا۔ جب اس طرح بھی ناکامیابی ہوئی۔ تو وہ مجھے ہتھیاروں پر اتر آئے یعنے گھر کی طرف سے تکلیف پہونچانے کے وسائل تلاش کرنے لگے۔ یہاں تک کہ میری بیوی کو بھی مجھ سے علیحدہ کرنے کا منصوبہ کیا گیا۔ مگر ناکام رہے۔

جب مولوی ظہور حسین صاحب یہاں پہونچے۔ تو میں بعارضہ درد زنخ بیمار پڑا تھا۔ مگر خدا نے جلدی صحت عطاء فرمائی۔ اور تین چار روز میں ہی میں اس قابل ہو گیا۔ کہ باہر نکل سکوں۔ چنانچہ پہلا ہی کام جو میں نے گھر سے باہر نکل کر کیا۔ وہ انتظام مناظرہ تھا۔ جو گذشتہ اتوار کے روز ہوا۔ اور بفضل خدا کامیاب مباحثہ ہوا۔ اس کے بعد مناسب تو یہ تھا۔ کہ ملانے خاموش ہو جاتے۔ مگر معلوم ہوا ہے۔ کہ انہوں نے کچھ مزید شرارت پر کمر باندھی ہے۔ اور عوام کو سبق دے رہے ہیں۔ کہ جہاں کہیں مجھ کو دیکھیں تالیاں بجائیں۔ خاک اڑائیں۔ غرضکہ جس طرح بھی ممکن ہو۔ مجھ کو ذلیل کرنے کی کوشش کریں۔ تاکہ دوسرا کوئی اس ڈر سے احمدی نہ ہو جاوے۔ مگر ایک دن مجھے نظر آ رہا ہے۔ کہ خدا مجھے اس ذلت کے بدلے عزت اور اس مایوسی کے بدلے نصرت عطا کرے گا۔ اور میری کامیابی کو یہ ملّا نے حسرت بھری نگاہ سے دیکھا کرینگے۔ خدا وہ دن جلد لاوے۔ جس کام کو میں نے اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ اصل میں یہ آپ کے فیض تربیت کا نتیجہ ہوگا کیونکہ جس دن سے میں نے اپنے آپ کو آپ کے دست مبارک پر بیع کر دیا ہے۔ اس روز کے بعد میری نہ کوئی ہستی ہی رہی۔ اور نہ کوئی وجود۔

حضور نے ان کو لکھوایا:۔

اللہ تعالےٰ آپ کو استقلال عطا فرمائے۔ شروع میں مخالفت اسی طرح ہوا کرتی ہے۔ مگر مبارک ہیں وہ جن کے ذریعہ سے اللہ تعالےٰ کسی علاقہ میں حق کی بنیاد رکھے۔ آج صحابہ کرام کا نام جس عزت سے لیا جاتا ہے اور دل ان کے احسان کے نیچے جس طرح دبے ہوئے ہیں۔ یہ ان کی انہی قربانیوں کی وجہ سے ہے۔ جو ان کو ابتدائی حالت میں کرنی پڑیں۔ پس آپ کے لئے نہایت ثواب کا موقعہ ہے۔ یہ مخالفت آپ کو ڈرانے کے لئے ہے۔ جس طرح شیر کے حملہ پر گائے اس کی طرف منہ کر کے کھڑی ہو جاتی ہے۔ اور اس کی غرض اپنے خوف کو چھپانا ہوتی ہے۔ آپ کے استقلال کے بعد اللہ تعالےٰ ان کے دلوں کے خوف کو ظاہر کر دے گا۔ اور جو نیک طبیعت ہیں وہ خود بخود اپنی حالت پر شرمندہ ہو کر آپ کے ساتھ ملنے شروع ہو جائینگے۔ اور شریر اگر اپنی شرارت سے باز نہ آئے تو سزا پائینگے۔

کیا بینک کا ملازم احمدی ہو سکتا ہے

ایک صاحب نے جو انسپکٹر بنکس ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح

447

"جب انہوں (عیسائی طاقتوں) نے ملک عرب کو سلطنت ترکی سے اپنی مخفی تدابیر اور سازشوں سے بالکل الگ کر دیا۔ حقیقت خلافت تو ترکی کے ہاتھ سے اسی وقت نکل چکی تھی۔ اور آج جس چیز کو ترکوں نے چھوڑا ہے۔ وہ محض ایک لفظ ہے۔ جس کے نیچے ان کے لئے کوئی حقیقت باقی نہ رہی تھی۔"

اگرچہ مولوی محمد علی صاحب کا گذشتہ طرز عمل بتاتا ہے۔ کہ انہوں نے اپنے پہلے خیالات اعتقادات اور ارادوں کو پس پشت ڈال کر بالکل ان کے الٹ اور خلاف کہنے میں کبھی شرم محسوس نہیں کی۔ لیکن خلافت ٹرکی اور اسے پاش پاش کرنے والے ترکان احرار کے متعلق جو رویہ انہوں نے اب اختیار کیا ہے۔ وہ تو نہایت ہی تعجب انگیز اور حیرت افزا ہے۔ جب اتحادیوں کے متعلق خیال کیا جاتا تھا۔ کہ وہ خلافت ٹرکی کو کمزور کرنا چاہتے ہیں۔ اس وقت جناب مولوی صاحب نے خلافت ٹرکی کو خاص مذہبی مسئلہ قرار دینے پر جس قدر زور دیا۔ اسکا پتہ ان خطبات سے جو پیغام صلح میں شائع ہو چکے ہیں اور ان کے ٹریکٹوں سے جن کے متعلق اب بھی وہ کہہ رہے ہیں۔ کہ "ان کی کاپیاں بکثرت اور بار بار چھپ کر جگہ جگہ تقسیم ہوتی رہی ہیں" لگ سکتا ہے۔

اس کے متعلق ہم انشاء اللہ اگلے پرچہ میں بوضاحت بیان کرینگے۔ کہ مولوی صاحب اب جس خلافت کو بے حقیقت لفظ کہہ رہے ہیں پہلے اسے کیا سمجھتے اور سمجھاتے رہے ہیں۔

خلافت مسلمانوں کے دلوں میں

ایک طرف خلافت کی تنسیخ اور خلیفہ کی معزولی نے اور دوسری طرف خلافت کے نئے دعویداروں نے مسلمانان کو عجیب کشمکش اور خلجان میں ڈال رکھا۔ اور خلافت کے بارے میں جتنے منہ اتنی ہی باتیں سنائی دے رہی ہیں۔ لیکن سب سے دلچسپ خیال ان لوگوں کا ہے۔ جو کہہ رہے ہیں۔ سلطان عبدالمجید خاں اب بھی عالم اسلام کے خلیفہ ہیں۔ اور ثبوت یہ ہے کہ گو ترکان احرار نے خلافت کو فنا کر دیا۔ مگر وہ مسلمانان عالم کے دلوں میں زندہ موجود ہے کا دریں چہ شک سے دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے۔

مکتوبات امام

مرسلہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے افسر ڈاک

ایمانی غیرت اور قوت

ایک معزز صاحب نے جب سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے تھوڑا ہی عرصہ ہوا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے حضور لکھا۔

حضرت مرشدنا و امامنا ایدہ اللہ بنصرہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضور سے رخصت ہو کر امرت سر اور راولپنڈی قیام کرتا ہوا غریب خانہ پہونچا۔ اگرچہ میرے گھر آنے سے پہلے ہی علاقہ میں لوگوں کو میرے بیعت کرنے کی اطلاع ہو چکی تھی۔ تاہم لوگ شبہ کی حالت میں تھے۔ جس وقت میں پہونچا۔ دو تین گھنٹہ کے بعد خلافت کمیٹی کے تمام رکن ایک ڈیپوٹیشن کی صورت میں میرے پاس آئے۔ اور آتے ہی مجھ سے بیعت کی افواہ کے متعلق دریافت کیا۔ جب میری طرف سے اثبات میں جواب سنا۔ تو معمولی رد و کد کے بعد بحالت ناراضگی میرے گھر سے اٹھ کر چلے گئے۔ دوسرے روز مجھے معلوم ہوا۔ کہ ایک جلسہ کر کے مجھ پر کفر کا فتوےٰ لگایا گیا۔ اور وغیرہ وغیرہ خرافات ناقابل گذارش میرے لئے یہ کوئی غیر متوقع چیز نہ تھی۔ جس کا کوئی اثر ہوتا۔ پھر طرح طرح کی حیلہ سازی کی گئی۔ اور مجھے بیعت کی تنسیخ کے لئے ورغلایا گیا۔ جب اس طرح بھی ناکامیابی ہوئی۔ تو اوچھے ہتھیاروں پر اتر آئے یعنے گھر کی طرف سے تکلیف پہونچانے کے وسائل تلاش کرنے لگے۔ یہاں تک کہ میری بیوی کو بھی مجھ سے علیحدہ کرنے کا منصوبہ کیا گیا۔ مگر ناکام رہے۔

جب مولوی ظہور حسین صاحب یہاں پہونچے۔ تو میں بعارضہ درد زنخ بیمار پڑا تھا۔ مگر خدا نے جلدی صحت عطاء فرمائی۔ اور تین چار روز میں ہی میں اس قابل ہو گیا۔ کہ باہر نکل سکوں۔ چنانچہ پہلا ہی کام جو میں نے گھر سے باہر نکل کر کیا۔ وہ انتظام مناظرہ تھا۔ جو گذشتہ اتوار کے روز ہوا۔ اور بفضل خدا کامیاب مباحثہ ہوا۔ اس کے بعد مناسب تو یہ تھا۔ کہ ملانے خاموش ہو جاتے۔ مگر معلوم ہوا ہے۔ کہ انہوں نے کچھ مزید شرارت پر کمر باندھی ہے۔ اور عوام کو سبق دے رہے ہیں۔ کہ جہاں کہیں مجھ کو دیکھیں تالیاں بجائیں۔ خاک اڑائیں۔ غرضکہ جس طرح بھی ممکن ہو۔ مجھ کو ذلیل کرنے کی کوشش کریں۔ تاکہ دوسرا کوئی اس ڈر سے احمدی نہ ہو جاوے۔ مگر ایک دن مجھے نظر آ رہا ہے۔ کہ خدا مجھے اس ذلت کے بدلے عزت، اور اس مایوسی کے بدلے نصرت عطا کرے گا۔ اور میری کامیابی کو یہ ملّا نے حسرت بھری نگاہ سے دیکھا کرینگے۔ خدا وہ دن جلد لاوے۔ جس کام کو میں نے اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ اصل میں یہ آپ کے فیض کا نتیجہ ہوگا کیونکہ جس دن سے میں نے اپنے آپ کو آپ کے دست مبارک پر بیع کر دیا ہے۔ اس روز کے بعد میری نہ کوئی ہستی ہی رہی۔ اور نہ کوئی وجود۔

حضور نے ان کو لکھوایا:۔

اللہ تعالےٰ آپ کو استقلال عطا فرمائے۔ شروع میں مخالفت اسی طرح ہوا کرتی ہے۔ مگر مبارک ہیں۔ وہ جن کے ذریعہ سے اللہ تعالےٰ کسی علاقہ میں حق کی بنیاد رکھے۔ آج صحابہ کرام کا نام جس عزت سے لیا جاتا ہے اور دل ان کے احسان کے نیچے جس طرح دبے ہوئے ہیں۔ یہ ان کی انہی قربانیوں کی وجہ سے ہے۔ جو ان کو ابتدائی حالت میں کرنی پڑیں۔ پس آپ کے لئے نہایت ثواب کا موقع ہے۔ یہ مخالفت آپ کو ڈرانے کے لئے ہے۔ جس طرح شیر کے حملہ پر گائے اس کی طرف منہ کر کے کھڑی ہو جاتی ہے۔ اور اس کی غرض اپنے خوف کو چھپانا ہوتی ہے۔ آپ کے استقلال کے بعد اللہ تعالےٰ ان کے دلوں کے خوف کو ظاہر کر دے گا۔ اور جو نیک طبیعت ہیں وہ خود بخود اپنی حالت پر شرمندہ ہو کر آپ کے ساتھ ملنے شروع ہو جائینگے۔ اور شریر اگر اپنی شرارت [illegible] تو سزا پائینگے۔

کیا بینک کا ملازم احم[illegible]

ایک صاحب نے جو ان[illegible]

کی خدمت میں لکھا۔

بندہ کو احمدی جماعت کے مبلغین سے موقعہ ملاقات اس سال میں ملتا رہا ہے۔ جماعت احمدیہ کی تنظیم اور اس کا عملی پروگرام قابل تحسین ہے۔ جس کا اثر نہ صرف یہاں ہے۔ بلکہ تمام براعظموں پر محیط ہو رہا ہے۔ بندہ نے تاحال شرف بیعت حاصل نہیں کیا۔ مگر اس کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ لیکن قبل اسکے یہ عرض کر کے استفتا کرنا باعث استحکام ہوگا۔ کہ بندہ ایک عرصہ سے محکمہ بنک زراعتی میں ملازم ہے۔ اس محکمہ کی اصلی غرض تنظیم اقتصادی سے غربا کو سرمایہ داران سود خواران اور ناجائز منافعہ حاصل کرنے والے اشخاص یا جماعتوں سے نجات دلانا ہے۔ اور بالآخر غربا کو متحد کر کے تنظیم اقتصادی کے ذریعہ ناجائز تعلقات اور نامساوی سلوک کے تجربوں سے جو کہ زردار سود خوار منافعہ خوار اشخاص سے اس وقت ہو رہا ہے۔ ان سے محفوظ کر کے اپنے انتظامات آپ کرنا۔ اور اپنی بہبودی کی اخلاقی۔ تعلیمی وغیرہ وغیرہ کرنا ہے۔ اصول اتحاد حقیقتاً اسلامی اصول ہیں۔ یوروپ جو کہ اس کو اوپریشن کا موجد مانا جاتا ہے۔ اس کو مالی۔ اخلاقی۔ سوشل اصلاح و دیگر ہر قسم کی بہبودی کا ذریعہ واحد خیال کرتا ہے۔ مگر جیسا گا جب یہ پیش کیا جاوے۔ تو وہی اصول اسلام ہیں سود جس نے تمام روئے زمین کی ہر قوم کو تباہی میں ڈالدیا ہے۔ سلطنتوں کو پریشان کیا ہے۔ اس کو بہ تدریج کم کرنا نجات سمجھا گیا ہے۔ مگر وہ سود اب تک مٹ نہیں سکا۔ البتہ کچھ خونخواری اس کی کم ہو سکتی ہے۔ اور جب تک سود کا قطعاً قلع قمع نہیں ہو جاوے گا۔ نجات بذریعہ کوآپریشن پانا ناممکن ہے۔ تاہم کوآپریشن نے یہ اصول بنایا ہے۔ کہ منافع جو کہ کوآپریشن میں حرام ہے۔ بالعنت ہے۔ مختصراً یوں عرض کیا جا سکتا ہے۔ کہ اسلامی اصول کو جمع کر کے کوآپریشن کے پردہ میں رکھا گیا ہے۔ اور اس پر تھوڑا سا رنگ سود رہ گیا ہے۔ جو حقیقی اور سچی کوآپریشن بھی اڑ جاتا ہے۔ اگر مسلم جماعت ۔ چنانچہ بعض جگہ ایسا ہوا بھی ہے۔ بعض سوں بہت دلیل ہے۔ مگر فی الحال مختصراً عرض کرنے کی ضرورت یوں ہوئی ہے۔ کہ کیا ایسے محکمہ اور اس محکمہ میں کام کرنے والے کی شمولیت جماعت احمدیہ میں ہو سکتی ہے۔ اور اسلام کیا تعلیم کرتا ہے۔ نیز کیا مسلم جماعت بغیر اقتصادی تنظیم کے دنیا میں باآبرو قایم رہ سکتی ہے۔ نیز کیا ایسی تنظیم اس وقت کوئی ہے۔ اگر نہیں ہے۔ تو کیا کوئی ذریعہ تنظیم اب کرنا تقاضائے زمانہ نہیں ہے۔ جب سود قطعاً حرام ہے۔ تو اس کے بالمقابل کوئی تنظیم کر کے ایسی حرام چیز سے بچانے کے لئے مسلمانوں کو کچھ کرنا چاہیئے کہ نہیں۔ اگر چاہیئے تو مناسب وقت کونسا ہوگا ٭

حضور نے اس کے جواب میں لکھایا:۔

اس قسم کی ملازمتوں کے متعلق جیسی کہ آپ نے لکھی ہے۔ حضرت مسیح موعود سے فتویٰ پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ چونکہ ان ملازمتوں کی اصل غرض یہی ہے۔ کہ اس طرح بعض گناہوں کو آہستہ آہستہ مٹایا جائے۔ اس لئے ایسی ملازمتیں جائز ہیں ہماری جماعت کے بہت سے افراد ان ملازمتوں پر کام کرتے ہیں۔ باقی رہا یہ کہ اس کے لئے ایسا بھی انتظام ہونا چاہیئے۔ کہ جس میں بالکل سود مٹایا جائے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ اسلام کا اصل منشاء یہی ہے۔ مگر یہ سوسائیٹی کو چاہتا ہے۔ سود کے منکر صرف مسلمان ہیں۔ اور کوئی قوم نہیں جو سود کو شرعاً برا سمجھتی ہو۔ مسلمانوں کے پاس اوّل تجارت نہیں۔ اور جن کے پاس ہے وہ میرے خیال میں ہندوؤں سے کچھ زیادہ ہی سود لیتے دیتے ہیں۔ سو ایسی سوسائٹی بنائی کہاں جائے۔ باقی رہی جماعت سو الا ماشاء اللہ استثناء کی صورت کو نکال کر باقی ہماری جماعت کے لوگ سود سے بالکل محفوظ ہیں۔ لیکن یہ انتظام کثرت کو چاہتا ہے۔ وہ ہمارے پاس ہے نہیں۔ اس لئے ہماری جماعت کے لوگ ابھی تک یہ کرتے ہیں۔ کہ نقصان اٹھاتے ہیں۔ اور اس مرض میں مبتلا نہیں ہوتے۔ لیکن ابھی ہماری جماعت میں اتنی طاقت نہیں ہے۔ کہ سود کے آرگنی زیشن کے مقابلہ میں کوئی آرگنی زیشن قایم کر سکیں۔ گو میں نے جہاں تک غور کیا ہے۔ ایسی تجویزیں ہیں۔ جن سے سود کا ازالہ کیا جا سکے ٭

علم یوگا کی حقیقت

ایک شخص کے خط کے جواب میں حضور نے لکھایا۔

اگر آپ بھنگ پینے والے سے سوال کریں گے۔ تو وہ بھی کہے گا۔ کہ بھنگ سے بڑا فائدہ ہے خیالات بڑے وسیع ہو جاتے ہیں۔ یوگا کی مثال بالکل بھنگ اور چرس اور افیون کی ہے۔ اس کا عامل اپنے دماغ کو خاص خاص شغلوں کے ذریعہ سے تھکا کر ایسی حالت میں کر دیتا ہے۔ کہ اس کی قوت ارادی کا قبضہ اور تصرف اس کی قوت متخیلہ پر نہیں رہتا۔ اس لئے پچھلے تجربہ کے تاثرات سے متاثر ہوتے ہوئے۔ وہ حصہ دماغ ایسی کیفیات اس کے سامنے ظاہر کرتا ہے۔ جو بہت دلچسپ نظر آتی ہیں۔ اس کی مثال بالکل اس بچہ کی سی ہوتی ہے۔ جس کے ماں باپ اس کی آنکھوں سے اوجھل ہو جاتے ہیں اور وہ خوب ناچنا اور کودنا شروع کر دیتا ہے۔ دیکھنے والے اس کی ان حرکات کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے ہیں۔ اور ہنستے ہیں۔ لیکن وہ قریب ہوتا ہے۔ کہ گر کر اپنا منہ یا سر توڑ لے۔ بعینہ یہی حالت یوگا والے کی ہے۔ اس کا اطمینان ویسا ہی ہے۔ جیسے کہ درد کا بیمار افیون کھا کے آرام حاصل کر لیتا ہے اس کی خوشی ایسی ہی ہے۔ جیسے کہ ایک غمگین آدمی شراب پی کر بظاہر خوش ہو جاتا ہے۔ مگر حقیقت نہیں بدلتی۔ حس کم ہو جاتی ہے۔ اور وہ بھی کسی نفع رساں طریق پر نہیں۔ یوگا بھی حقیقی علم انسان کو عطا نہیں کر سکتا۔ میں نے خود اس علم کا مطالعہ کیا ہے۔ اور ان کے بڑے بڑے استادوں کی کتابوں کو دیکھا ہے مگر سوائے ایک خالی ڈھول کے اس کے اندر کچھ نہیں پایا۔ آواز بے شک خوش کن ہے۔ لیکن اس کے اندر کچھ نہیں۔ وہ علوم اور معرفت تامہ اور وہ یقین اور وہ اطمینان اور وہ حقیقی نجات اور کامیابی جو خدائے تعالےٰ کے ساتھ تعلق پیدا کر کے انسان حاصل کرتا ہے۔ بلکہ تعلق باللہ کے ابتدائی مدارج میں ہی جو کچھ حاصل ہوتا ہے۔ جب کہ اس نے عرفان کامل حاصل نہیں کیا ہوتا۔ وہ مقام ایک انتہائی کمالات کو پہنچے ہوئے یوگی کو نصیب نہیں ہوگا۔ آپ یوگا کے ماہر سے دریافت کریں۔ اس کو یوگا سے کیا فائدہ ہوا ہے۔ وہ کسی ایسی حقیقت کو بیان کرے جو مذہب کے ابتدائی مراحل کے طے کرنے والے کو بھی حاصل نہیں۔ تو بیشک ہم اس کی بات میں کچھ حقیقت مان لیں گے۔ والسلام

کی خدمت میں لکھا۔

بندہ کو احمدی جماعت کے مبلغین سے موقعہ ملاقات اس سال میں ملتا رہا ہے۔ جماعت احمدیہ کی تنظیم اور اس کا عملی پروگرام قابل تحسین ہے۔ جس کا اثر نہ صرف یہاں ہے۔ بلکہ تمام براعظموں پر محیط ہو رہا ہے۔ بندہ نے تاحال شرف بیعت حاصل نہیں کیا۔ مگر اس کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ لیکن قبل اسکے یہ عرض کرکے استفتا کرنا باعث استحکام ہوگا۔ کہ بندہ ایک عرصہ سے محکمہ بنک زراعتی میں ملازم ہے۔ اس محکمہ کی اصلی غرض تنظیم اقتصادی سے غربا کو سرمایہ داران سود خواران اور ناجائز منافعہ حاصل کرنے والے اشخاص یا جماعتوں سے نجات دلانا ہے۔ اور بالآخر غربا کو متحد کرکے تنظیم اقتصادی کے ذریعہ ناجائز تعلقات اور ناساوی سلوک کے نتیجوں سے جو کہ زردار سود خوار منافعہ جو اشخاص سے اس وقت ہوا ہے۔ ان سے محفوظ کرکے اپنے انتظامات آپ کرنا۔ اور اپنی بہبودی مالی اخلاقی۔ تعلیمی وغیرہ وغیرہ کرنا ہے۔ اصول اتحاد حقیقتاً اسلامی اصول ہیں۔ یوروپ جو کہ اس کو اوپریشن کا موجد مانا جاتا ہے۔ اس کو مالی۔ اخلاقی۔ سوشل اصلاح ودیگر ہر قسم کی بہبودی کا ذریعہ واحد خیال کرتا ہے۔ مگر ہمارا جب یہ پیش کیا جاوے۔ تو وہی اصول اسلام ہیں۔ سود جس نے تمام روئے زمین کی ہر قوم کو تباہی میں ڈال دیا ہے۔ سلطنتوں کو پریشان کیا ہے۔ اس کو بتدریج کم کرنا نجات سمجھا گیا ہے۔ مگر وہ سود اب تک مٹ نہیں سکا۔ البتہ کچھ خونخواری اس کی کم ہو سکتی ہے۔ اور جب تک سود کا قطعاً قلع قمع نہیں ہو جاوے گا۔ نجات بذریعہ کواپریشن پانا ناممکن ہے۔ بنابریں کواپریشن نے یہ اصول بنایا ہے۔ کہ منافع جو کوئی کواپریشن میں حرام ہے۔ یا لعنت ہے۔ مختصراً یوں عرض کیا جا سکتا ہے۔ [اس]لامی اصول کو جمع کرکے کواپریشن کے پردہ میں [...] تھوڑا سا رنگ سود رہ گیا ہے۔ [...]ں میں اثر جاتا ہے۔ اگر مسلم جماعت [...] کیا ہے۔ مضمون بہت [...] کرنے کی ضرورت

یوں ہوئی ہے۔ کہ کیا ایسے گنہگار بندہ اس محکمہ میں کام کرنے والے کی شمولیت جماعت احمدیہ میں ہو سکتی ہے۔ اور اسلام کیا تعلیم کرتا ہے۔ نیز کیا مسلم جماعت بغیر اقتصادی تنظیم کے دنیا میں با آبرو قائم رہ سکتی ہے۔ نیز کیا ایسی تنظیم اس وقت کوئی ہے۔ اگر نہیں ہے۔ تو کیا کوئی ذریعہ تنظیم اب کرنا تقاضائے زمانہ نہیں ہے۔ جب سود قطعاً حرام ہے۔ تو اس کے بالمقابل کوئی تنظیم کرکے ایسی حرام چیز سے بچانے کے لئے مسلمانوں کو کچھ کرنا چاہیئے کہ نہیں۔ اگر چاہیئے تو مناسب وقت کونسا ہوگا۔

حضور نے اس کے جواب میں لکھایا:۔

اس قسم کی ملازمتوں کے متعلق جیسی کہ آپ نے لکھی ہے۔ حضرت مسیح موعود سے فتویٰ پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ چونکہ ان ملازمتوں کی اصل غرض یہی ہے۔ کہ اس طرح بعض گناہوں کو آہستہ آہستہ مٹایا جائے۔ اس لئے ایسی ملازمتیں جائز ہیں ہماری جماعت کے بہت سے افراد ان ملازمتوں پر کام کرتے ہیں۔ باقی رہا یہ کہ اس کے لئے ایسا بھی انتظام ہونا چاہیئے۔ کہ جس میں بالکل سود مٹایا جائے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ اسلام کا اصل منشاء یہی ہے۔ مگر یہ سوسائٹی کو چاہتا ہے۔ سود کے منکر صرف مسلمان ہیں۔ اور کوئی قوم نہیں جو سود کو شرعاً برا سمجھتی ہو۔ مسلمانوں کے پاس اول تجارت نہیں۔ اور جن کے پاس ہے وہ میرے خیال میں ہندوؤں سے کچھ زیادہ ہی سود لیتے دیتے ہیں۔ سو ایسی سوسائٹی بنائی کہاں جائے۔ باقی رہی ہماری جماعت سو الاماشاء اللہ استثنائی صورت کو نکال کر باقی ہماری جماعت کے لوگ سود سے بالکل محفوظ ہیں۔ لیکن یہ انتظام کثرت کو چاہتا ہے۔ وہ ہمارے پاس ہے نہیں۔ اس لئے ہماری جماعت کے لوگ ابھی تک یہ کرتے ہیں۔ کہ نقصان اٹھاتے ہیں۔ اور اس مرض میں مبتلا نہیں ہوتے۔ لیکن ابھی ہماری جماعت میں اتنی طاقت نہیں ہے۔ کہ سود کے آرگنی زیشن کے مقابلہ میں کوئی آرگنی زیشن قائم کرسکیں۔ گو میں نے جہاں تک غور کیا ہے۔ ایسی ترکیبیں ہیں۔ جن سے سود کا ازالہ کیا جا سکے۔

علم یوگا کی حقیقت

ایک شخص کے خط کے جواب میں حضور نے لکھایا۔ اگر آپ بھنگ پینے والے سے سوال کریں گے۔ تو وہ بھی کہے گا۔ کہ بھنگ سے بڑا فائدہ ہے خیالات بڑے وسیع ہو جاتے ہیں۔ یوگا کی مثال بالکل بھنگ اور چرس اور افیون کی ہے۔ اس کا عامل اپنے دماغ کو خاص خاص مشقوں کے ذریعہ سے تھکا کر ایسی حالت میں کر دیتا ہے۔ کہ اس کی قوت ارادی کا قبضہ اور تصرف اس کی قوت متخیلہ پر نہیں رہتا۔ اس لئے پچھلے تجربہ کے تاثرات سے متاثر ہوتے ہوئے۔ وہ حصہ دماغ ایسی کیفیات اس کے سامنے ظاہر کرتا ہے۔ جو بہت دلچسپ نظر آتی ہیں۔ اس کی مثال بالکل اس بچہ کی سی ہوتی ہے۔ جس کے ماں باپ اس کی آنکھوں سے اوجھل ہو جاتے ہیں اور وہ خوب ناچتا اور کودنا شروع کر دیتا ہے۔ دیکھنے والے اس کی ان حرکات کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے ہیں۔ اور ہنستے ہیں۔ لیکن وہ قریب ہوتا ہے۔ کہ گر کر اپنا منہ یا سر توڑ لے۔ بعینہ یہی حالت یوگا والے کی ہے۔ اس کا اطمینان ویسا ہی ہے۔ جیسے کہ درد کا بیمار افیون کھا کے آرام حاصل کر لیتا ہے اس کی خوشی ایسی ہی ہے۔ جیسے کہ ایک غمگین آدمی شراب پی کر بظاہر خوش ہو جاتا ہے۔ مگر حقیقت نہیں بدلتی۔ حس کم ہو جاتی ہے۔ اور وہ بھی کسی نفع رساں طریق پر نہیں۔ یوگا کبھی حقیقی علم انسان کو عطا نہیں کر سکتا۔ میں نے خود اس علم کا مطالعہ کیا ہے۔ اور ان کے بڑے بڑے استادوں کی کتابوں کو دیکھا ہے مگر سوائے ایک خالی ڈھول کے اس کے اندر کچھ نہیں پایا۔ آواز بے شک خوش کن ہے۔ لیکن اس کے اندر کچھ نہیں۔ وہ علوم اور معرفت تامہ اور وہ یقین اور وہ اطمینان اور وہ حقیقی نجات اور کامیابی جو خدائے تعالےٰ کے ساتھ تعلق پیدا کرکے انسان حاصل کرتا ہے۔ بلکہ تعلق باللہ کے ابتدائی مدارج میں ہی جو کچھ حاصل ہوتا ہے۔ جب کہ اس نے عرفان کامل حاصل نہیں کیا ہوتا۔ وہ مقام ایک انتہائی کائنات کو پہنچے ہوئے یوگی کو نصیب نہیں ہوگا۔ آپ یوگا کے ماہر سے دریافت کریں۔ اس کو یوگا سے کیا فائدہ ہوا ہے۔ وہ کسی ایسی حقیقت کو بیان کرے جو مذہب

بانکی پور پٹنہ میں آریہ سماج سے مباحثہ اور اسلام کی عظیم الشان فتح

وید چار رشیوں پر کیوں نازل ہوئے؟

اس سال یہاں آریہ سماج کا جلسہ تاریخ ۱۵-۱۶-۱۷ فروری کو تھا۔ اپنی عام روش کے مطابق آریہ اپدیشکوں نے پہلے روز سے ہی اسلام اور بانیٔ اسلام الف الف علیہ السلام کے خلاف بیجا حملے اور بدزبانی شروع کر دی۔ مدرسہ شمس الدین کے چند طلباء آریہ اپدیشکوں سے سوالات کرنے کے لئے آریہ سماج کے اشتہار کے مطابق پہلے ہی روز آ گئے تھے۔ مگر حسن اتفاق سے مولوی سید وزارت حسین صاحب احمدی رئیس موضع اورین ضلع مونگھیر تشریف لائے ہوئے تھے۔ بعض احباب کے مشورہ سے وہ بھی وقت مقررہ سے پہلے جلسہ میں تشریف لے آئے۔ اور مسلمانوں نے سید صاحب موصوف کو شنکا سمادھان کے لئے پیش کیا۔

ویدوں کے چار رشی

آپ نے سوال کیا کہ ایک طرف آریہ سماج کا یہ اصول ہے۔ کہ ہر دنیا کی ابتداء میں صرف چار شخصوں پر چار ویدوں کا پرکاش و الہام ہوتا ہے۔ اس سے کمی بیشی نہیں ہوتی اور نہ ہو سکتی ہے۔ اور نہ اسکے بعد کبھی پرمیشر کے گیان کا کسی پر الہام ہو سکتا ہے۔ اور دوسری طرف رگوید آدی بھاشیہ بھومکا مصنفہ سوامی دیانند کے صفحہ ۱۱ کے حوالہ سے یہ دکھلایا کہ ان چار رشیوں کے پہلے پنوں کی وجہ سے ان کے دل میں ویدوں کا الہام یا انکشاف کرنا مناسب ہوتا ہے۔ تو جب نیک اعمال کی وجہ سے ایک شخص ویدوں کے الہام کا مستحق ٹھہرتا ہے نہ کہ محض فضل کے طور پر۔ تو ہو سکتا ہے۔ کہ کسی دنیا کی ابتداء میں چار سے زاید دس۔ بیس۔ تیس۔ چالیس بلکہ سینکڑوں کی تعداد میں ایسے اشخاص پیدا ہوں کہ جو اپنے پچھلے نیک عملوں کے نتیجے میں ویدوں کے الہام کے مستحق ٹھہرتے ہوں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ ان کو ویدوں کا الہام نہ ہو۔ اگر کہو۔ کہ چار سے زیادہ رشی ایسے اعمال والے ہوتے ہی نہیں۔ اور دوسری طرف انسان کو اعمال کے بجا لانے میں خود مختار بھی مانتے ہو۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ ایسے انسان چار سے زیادہ نہ ہوں۔ کیا پرمیشور چار سے زیادہ انسانوں کو ایسے اعمال نیک کے بجا لانے سے روک دیتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو وہ پرمیشور نہیں ٹھہر سکتا۔ اور اگر باوجود چار سے زیادہ ایسے اشخاص ہونے کے بھی وہ زیادہ اشخاص کو ویدوں کے الہام سے سرفراز نہیں کرتا۔ تو ظالم ٹھہرتا ہے دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے۔ کہ کسی دنیا کی ابتدا میں ایک یا دو ہی ایسے انسان ہوں۔ یا ایک بھی ایسا انسان نہ ہو۔ تو ایسی صورت میں پرمیشور کیا کریگا کیا ایک یا دو ہی کو چاروں وید کا الہام کر دیگا۔ یہ بھی بے انصافی ہوگی۔ اور اگر ایک بھی نہ ہوا۔ تو گویا وید کا الہام ہی موقوف ہو جائے گا۔ نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ ویدوں کا نزول ہمیشہ کے لئے بند ہو جائیگا

تیسری صورت یہ بھی ہے۔ کہ جب وید کا نزول صرف کسی انسان کے نیک اعمال کا نتیجہ ہے۔ تو ہو سکتا ہے۔ کہ کبھی دنیا کے درمیانی زمانہ میں بھی ایک یا دو یا اس سے زاید انسان پیدا ہوں۔ جو اپنے اعمال کے لحاظ سے وید کا الہام پانے کے مستحق ہوں۔ مگر آریہ سماج کا اصول ہے۔ کہ درمیان میں کبھی وید یعنی خدا کے گیان کا الہام کسی پر نہیں ہو سکتا۔ یہ بھی ظلم ٹھہرتا ہے۔ ان سوالات کے جواب میں آریہ اپدیشک نے بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارے۔ مگر جواب کچھ بھی نہ بن آیا کبھی انہوں نے اسی اصول اور خیال کو دہرا دیا۔ کہ جس پر اعتراض ہوتا ہے۔ کبھی انہوں نے کہا کہ دنیا پرواہ سے انادی ہے۔ یعنی دور تسلسل کے طور پر انادی و ازلی ہے۔ اس لئے ان چار رشیوں کے وہ اعمال جو وہ پچھلی دنیاؤں میں کئے ہوتے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں اُن پر وید کا نزول ہوتا ہے۔ جب پھر انہیں بار بار توجہ دلائی گئی۔ کہ صرف اسی اصول کو دہرا دینے سے جواب نہیں ہو سکتا ہے۔ تنگ آکر پنڈت صاحب نے یہ بھی کہدیا کہ میں نے تو بتا دیا ہے۔ کہ ایسا ہی ہوتا ہے اب کیوں کیوں کا کیا جواب دیا جائے۔ انہیں بتایا گیا کہ سوال تو کیوں اور کیا ہی سے ہوتا ہے۔ پھر آپ اس "کیوں" سے کیوں گھبراتے ہیں۔ صاف اقرار کیجئے۔ کہ آپ کے پاس جواب نہیں۔ یا کوئی جواب جو حقیقتاً جواب ہو، دیجئے۔ آخر انہوں نے یہ کہا کہ نیچر کی کوئی چیز ایک دوسرے کے مطابق نہیں ہوتی۔ اس لئے چاہیئے کتنی ہی رُوحیں ان نیک اعمال کو بجا لائیں کہ جن کے کرنے سے انسان وید کا گیان پانے کا مستحق ہوتا ہے۔ تاہم ان میں نیچر کے قانون کے ماتحت فرق ضرور رہے گا۔ اس لئے صرف چار اعلیٰ درجہ کی رُوحوں کو وید کا الہام ہوگا۔ بقیہ کو نہیں۔ جس کے جواب میں اُنہیں کہا گیا۔ کہ پنڈت جی سنبھل کر جواب دیجئے۔ آپ اپنے آریہ دہرم کے اصول کے خلاف بول رہے ہیں کیا دُنیا کی ہر ایک جاندار چیز میں اختلاف کسی نیچرل قانون کے ماتحت ہے۔ یا پچھلے اعمال کے نتیجے میں۔ اگر آپ کہیں کہ نیچرل قانون قدرت کے ماتحت ہے تو پھر آواگون باطل ہے۔ اور اگر پچھلے اعمال کی وجہ سے ہے۔ تو اعتراض قائم رہتا ہے۔ درمیان میں پرمیشور کے گیان کا الہام ہونے کی نسبت پنڈت جی نے یہ جواب دیا کہ چونکہ وید موجود ہے۔ اس لئے پھر دوبارہ الہام کی ضرورت نہیں ہے۔ جس کے جواب میں کہا گیا کہ ضرورت کا سوال نہیں ہے۔ اگر ضرورتاً ہی وید کا نزول ہوتا۔ تو دیانند جی یہی جواب دیتے کہ چونکہ چار ویدوں سے ضرورت پوری ہو جاتی ہے اسلئے بقیہ رشیوں پر وید کا الہام نہیں ہوتا۔ مگر وہ یہ جواب نہیں دیتے۔ بلکہ یہ کہتے ہیں کہ اپنے اعمال کی رُو سے وہی چار رشی وید کے گیان کے مستحق ہوتے تھے۔ اس لئے ان پر وید کا الہام ہوتا ہے۔

وید کا گیان پانے کے کونسے اعمال ہیں مولوی صاحب

بانکی پور پٹنہ میں آریہ سماج سے مباحثہ

اور

اسلام کی عظیم الشان فتح

وید چار رشیوں پر کیوں نازل ہوئے؟

اس سال یہاں آریہ سماج کا جلسہ تاریخ ۱۵-۱۶-۱۷ فروری کو تھا۔ اپنی عام روش کے مطابق آریہ اپدیشکوں نے پہلے روز سے ہی اسلام اور بانیٔ اسلام الف الف علیہ السلام کے خلاف بے جا حملے اور بدزبانی شروع کر دی۔ مدرسہ شمس الدین کے چند طلباء آریہ اپدیشکوں سے سوالات کرنے کے لئے آریہ سماج کے اشتہار کے مطابق پہلے ہی روز آ گئے تھے۔ مگر حسن اتفاق سے مولوی سید وزارت حسین صاحب احمدی رئیس موضع درین ضلع مونگھیر تشریف لائے ہوئے تھے۔ بعض احباب کے مشورہ سے وہ بھی وقت مقررہ سے پہلے جلسہ میں تشریف لے آئے۔ اور مسلمانوں نے سید صاحب موصوف کو شنکھا سمادھان کے لئے پیش کیا۔

وید کے چار رشی

آپ نے سوال کیا کہ ایک طرف آریہ سماج کا یہ اصول ہے۔ کہ ہر دنیا کی ابتداء میں صرف چار شخصوں پر چار ویدوں کا پرکاش والہام ہوتا ہے۔ اس سے کمی بیشی نہیں ہوتی اور نہ ہو سکتی ہے۔ اور نہ اسکے بعد کبھی پرمیشر کے گیان کا کسی پر الہام ہو سکتا ہے۔ اور دوسری طرف رگوید آدی بھاشیہ بھومکا مصنفہ سوامی دیانند کے صفحہ ۱۱ کے حوالہ سے یہ دکھلایا کہ ان چار رشیوں کے پہلے پنوں کی وجہ سے ان کے دل میں ویدوں کا الہام یا انکشاف کرنا مناسب ہوتا ہے۔ تو جب نیک اعمال کی وجہ سے ایک شخص ویدوں کے الہام کا مستحق ٹھہرتا ہے کہ محض فضل کے طور پر تو ہو سکتا ہے۔ کہ کسی دنیا کی ابتداء میں چار سے زاید دس، بیس، تیس، چالیس بلکہ سینکڑوں کی تعداد میں ایسے اشخاص پیدا ہوں کہ جو اپنے پچھلے نیک عملوں کے نتیجے میں ویدوں کے الہام کے مستحق ٹھہرتے ہوں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ ان کو ویدوں کا الہام نہ ہو۔ اگر کہو۔ کہ چار سے زیادہ رشی ایسے اعمال والے ہوتے ہی نہیں۔ اور دوسری طرف انسان کو اعمال کے بجا لانے میں خودمختار بھی مانتے ہو۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ ایسے انسان چار سے زیادہ نہ ہوں۔ کیا پرمیشور چار سے زیادہ انسانوں کو ایسے اعمال نیک کے بجا لانے سے روک دیتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو وہ پرمیشور نہیں ٹھہر سکتا۔ اور اگر باوجود چار سے زیادہ ایسے اشخاص ہونے کے بھی وہ زیادہ اشخاص کو ویدوں کے الہام سے سرفراز نہیں کرتا۔ تو ظالم ٹھہرتا ہے

دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے۔ کہ کسی دنیا کی ابتداء میں ایک یا دو ہی ایسے انسان ہوں۔ یا ایک بھی ایسا انسان نہ ہو۔ تو ایسی صورت میں پرمیشور کیا کریگا کیا ایک یا دو ہی کو چاروں وید کا الہام کر دیگا۔ یہ بھی بے انصافی ہوگی۔ اور اگر ایک بھی نہ ہوا۔ تو کیا وید کا الہام ہی موقوف ہو جائے گا۔ نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ ویدوں کا نزول ہمیشہ کے لئے بند ہو جائیگا

تیسری صورت یہ بھی ہے۔ کہ جب وید کا نزول صرف کسی انسان کے نیک اعمال کا نتیجہ ہے۔ تو ہو سکتا ہے۔ کہ کسی دنیا کے درمیانی زمانہ میں بھی ایک یا دو یا اس سے زاید انسان پیدا ہوں۔ جو اپنے اعمال کے لحاظ سے وید کا الہام پانے کے مستحق ہوں۔ مگر آریہ سماج کا اصول ہے۔ کہ درمیان میں کبھی وید یعنی خدا کے گیان کا الہام کسی پر نہیں ہو سکتا۔ یہ بھی ظلم ٹھہرتا ہے۔ ان سوالات کے جواب میں آریہ اپدیشک نے بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارے۔ مگر جواب کچھ بھی نہ بن آیا۔ کبھی انہوں نے اسی اصول اور خیال کو دُہرا دیا۔ کہ جس پر اعتراض ہوتا ہے۔ کبھی انہوں نے کہا کہ دنیا پرواہ سے انادی ہے۔ یعنی دور تسلسل کے طور پر انادی و ازلی ہے۔ اس لئے ان چار رشیوں کے وہ اعمال جو وہ پچھلی دنیاؤں میں کئے ہوتے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں اُن پر وید کا نزول ہوتا ہے۔ جبھی انہیں بار بار توجہ دلائی گئی۔ کہ صرف اسی اُصول کو دوہرا دینے سے جواب نہیں ہو سکتا ہے۔ تنگ آکر پنڈت صاحب نے یہ بھی کہہ دیا کہ میں نے تو بتا دیا ہے۔ کہ ایسا ہی ہوتا ہے اب کیوں کیوں کا کیا جواب دیا جائے۔ انہیں بتایا گیا کہ سوال تو کیوں اور کیا ہی سے ہوتا ہے۔ پھر آپ اس "کیوں" سے کیوں گھبراتے ہیں۔ صاف اقرار کیجئے۔ کہ آپ کے پاس جواب نہیں۔ یا کوئی جواب جو حقیقتاً جواب ہو، دیجئے۔ آخر انہوں نے یہ کہا کہ نیچر کی کوئی چیز ایک دوسرے کے مطابق نہیں ہوتی۔ اس لئے چاہئے کتنی ہی روحیں ان نیک اعمال کو بجا لائیں کہ جن کے کرنے سے انسان وید کا گیان پانے کا مستحق ہوتا ہے۔ تاہم ان میں نیچر کے قانون کے ماتحت فرق ضرور رہے گا۔ اس لئے صرف چار اعلیٰ درجہ کی روحوں کو وید کا الہام ہوگا۔ بقیہ کو نہیں۔ جس کے جواب میں اُنہیں کہا گیا۔ کہ پنڈت جی سنبھل کر جواب دیجئے۔ آپ اپنے آریہ دہرم کے اصول کے خلاف بول رہے ہیں۔ کیا دنیا کی ہر ایک جاندار چیز میں اختلاف کسی نیچرل قانون کے ماتحت ہے۔ یا پچھلے اعمال کے نتیجہ میں۔ اگر آپ کہیں کہ نیچرل قانون قدرت کے ماتحت ہے، تو پھر آواگون باطل ہے۔ اور اگر پچھلے اعمال کی وجہ سے ہے۔ تو اعتراض قائم رہتا ہے۔ درمیان میں پرمیشور کے گیان کا الہام ہونے کی نسبت پنڈت جی نے یہ جواب دیا کہ چونکہ وید موجود ہے۔ اس لئے پھر دوبارہ الہام کی ضرورت نہیں ہے۔ جس کے جواب میں کہا گیا کہ ضرورت کا سوال نہیں ہے۔ اگر ضرورتاً ہی وید کا نزول ہوتا۔ تو دیانند جی یہی جواب دیتے کہ چونکہ چار ویدوں سے ضرورت پوری ہو جاتی ہے اسلئے بقیہ رشیوں پر وید کا الہام نہیں ہوتا۔ مگر وہ یہ جواب نہیں دیتے۔ بلکہ یہ کہتے ہیں کہ اپنے اعمال کے رُو سے وہی چار رشی وید کے گیان کے مستحق ہوتے ہیں۔ اس لئے ان پر وید کا الہام ہوتا ہے۔

وید کا گیان پانے کے کونسے اعمال ہیں مولوی صاحب

موصوف نے یہ بھی سوال کیا۔ کہ وید کو کامل و مکمل کتاب مانا جاتا ہے۔ پنڈت جی ویدوں سے بتائیں کہ وہ کونسے اعمال ہیں۔ جن سے ایک جیو یعنی روح وید کا گیان پانے کی مستحق ہوتی ہے۔ اگر وید نے نہیں بتایا تو ثابت ہوتا ہے۔ کہ چونکہ وید کا پرمیشور چاروں وید سے زاید گیان نہیں دے سکتا۔ اور نہ چار وید سے زاید الہام کر سکتا ہے۔ اس لئے کسی کو ان اعمال سے واقف ہی نہیں کرنا چاہتا۔ تاکہ ایسا نہ ہو۔ کہ ان اعمال کو کثرت سے روحیں عمل میں لاکر وید کے الہام کی مستحق ٹھہریں۔ اور علم کی بنا پر استحقاق کا دعویٰ کرنے لگیں۔ بار بار پنڈت جی کو توجہ دلائی گئی۔ مگر کوئی شرتی وید کی اس کے متعلق نہ پیش کر سکے۔ اور نہ کوئی جواب دے سکے۔ صرف یہی کہا کہ اس کے جواب کا ابھی موقع نہیں ہے۔

اِس طرح خدا کے فضل سے پہلے روز کی کارروائی ایک گھنٹہ تک گفتگو ہونے کے بعد اسلام کی فتح اور آریہ دھرم کی شکست کے ساتھ ختم ہوئی۔

مسئلہ نیوگ

دوسرے دن ۱۶ فروری کو بھی آریہ سماج نے اپنے جلسہ میں ایک بجے سے دو بجے تک شنکھا سادھان کا وقت رکھا تھا۔ ٹھیک ایک بجے کارروائی شروع ہوئی۔ سناتن دھرمیوں اور عیسائیوں کو بلانے کے بعد اہل اسلام کو بلایا گیا۔ تو ڈاکٹر علی اختر صاحب احمدی کھڑے ہوئے۔ چند منٹوں کے بعد مولوی سید وزارت حسین صاحب احمدی مولانا حکیم خلیل احمد صاحب احمدی مونگھیری اور مولانا اعتماد حسین صاحب امام مسجد لین بانکی پور بھی جلسہ گاہ میں تشریف لے آئے۔

نیوگ کی تعلیم

ڈاکٹر علی اختر صاحب نے کہا کہ کل وید کا الہام ہونے کی نسبت سوالات ہوئے ہیں۔ آج ویدوں کے معاملات کے متعلق کچھ دریافت کرنا ہے۔ الہامی کتاب کو پاکیزگی کی تعلیم دینی چاہیئے نہ کہ نیوگ جیسی تعلیم۔ اب نیوگ کی تعلیم یہ ہے۔ کہ ایک عورت اپنے شوہر کے جیتے جی اسی کے گھر میں رہ کر باوجود ہر طرح کے تعلقات زن و شوی کے صرف اس وجہ سے کہ اس کے شوہر کے نطفہ سے اولاد پیدا نہیں ہوتی۔ دوسرے مردوں سے تعلق پیدا کر کے اولاد حاصل کر سکتی ہے۔ اور وہ اولاد بھی اسی کے شوہر کی ہوگی نہ کہ بیرج داتا کی۔ پھر اسی پر بس نہیں۔ اگر کسی عورت کا شوہر حصول علم وغیرہ اغراض سے باہر گیا ہو۔ تو مدت مقررہ تک انتظار کر کے وہ دوسرے مردوں سے وقتی تعلق پیدا کر سکتی ہے۔ بلکہ اس کو ایسا ہی کرنا چاہیئے۔ اور جو اولاد اس طرح ہوگی۔ وہ اس کے شوہر کی ہی کہلائیگی نہ کہ بیرج داتا کی۔ یہ کل جو سوامی دیانند کی مایہ ناز کتاب ستیارتھ پرکاش کے چھٹے سمولاس سے پڑھکر سنائے گئے۔ اور اسی باب سے یہ بھی دکھلایا گیا کہ اگر عورت بانجھ ہو یا چڑچڑی اور بد مزاج ہو یا عورت سے صرف لڑکیاں ہی ہوتی ہوں یا مرد ہی بد مزاج اور تکلیف دہندہ ہو۔ تو بجائے اسکے کہ ان نقصوں کے دفع کرنے کی تدبیر اور علاج بتایا جاتا۔ آریہ دھرم یہ بتاتا ہے کہ ان صورتوں میں بھی مرد دوسری عورت اور عورت دوسرے مرد سے بلا توقف وقتی تعلق پیدا کر کے اولاد پیدا کرے اور اپنے شوہر کا وارث ٹھہرائے۔

پنڈت دیانند اور نیوگ

یہ سارے حوالے پیش کرنے کے بعد ڈاکٹر علی اختر صاحب نے کہا کہ اس مسئلہ نیوگ کے متعلق سوامی دیانند کے دل میں خود خدشہ پیدا ہوا ہے۔ اسلئے ستیارتھ پرکاش میں ایک فرضی سوال اٹھا کر اسکے دفع کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں (ایڈیشن اردو ۶ ستمبر ۱۹۲۱ء ص ۱۲) سوال۔ لیکن یہ بیسوا کا سا کام نظر آتا ہے۔ جواب نہیں۔ نیوگ میں بیاہ کے مانند قواعد ہیں۔ آگے چلکر صفحہ ۱۲۵ پر ان قواعد کی تشریح کرتے ہیں۔ سوال۔ نیوگ میں کیا کیا بات ہونی چاہیئے جواب۔ جیسے علانیہ بیاہ ویسے علانیہ نیوگ۔ جب مرد و عورت کا نیوگ ہو۔ تب اپنے خاندان میں مرد و عورتوں کے سامنے ظاہر کریں کہ ہم دونوں اولاد پیدا کرنے کی غرض سے نیوگ کرتے ہیں۔ سوامی جی نیوگ کے علانیہ ہونے سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ یہ زناکاری اور بیسوا کا کام نہیں ہے۔ لیکن اگر ایک بے حیا و بے شرم زناکار و بدکار مرد اور عورت علانیہ بدکاری کا فعل کرے۔ اور نتیجہ میں اولاد بھی پیدا ہو۔ تو کیا یہ زناکاری ایک فعل مستحسن ٹھہر جائیگی؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ بلکہ اس سے چونکہ بدکاری و بے حیائی کے زیادہ پھیلنے کا احتمال ہے۔ اس لئے یہ علانیہ بدکاری کا فعل اور بھی زیادہ قابل ملامت اور لائق سرزنش ہے۔

۱۲۳ ص

بیاہ اور نیوگ

پھر سوامی جی بیاہ اور نیوگ کی تعریف میں پر خود فرق دکھلاتے ہیں۔ اور وہ فرق وہی ہے جو بیاہ اور زناکاری میں ہے لکھتے ہیں کہ بیاہی عورت اور مرد کا تعلق دونوں کی موت تک رہتا ہے مگر نیوگ شدہ عورت مرد کا تعلق کاریہ (یعنی فعل صحبت) کے بعد چھوٹ جاتا ہے۔" یعنی جس طرح بیاہ شدہ مرد اور عورت پر ایک دوسرے کی ہمدردی اور غمگساری اور نگرانی وغیرہ فرض ہوتی ہے۔ اس طرح نیوگ شدہ مرد اور عورت کا تعلق نہیں ہوتا۔ بلکہ صرف وقتی تعلق خاص فعل صحبت کے لئے ہوتا ہے۔ اور اس کے سوا کوئی ذمہ داری غمگساری و ہمدردی وغیرہ کی نہیں ہوتی اور یہی ایک بہت بڑا فرق بیاہ اور خراب تعلق میں ہے۔

آریہ کا جواب

آریہ سماج کی طرف سے جواب کے لئے مہاشہ ست دیو کھڑے ہوئے اور کہا کہ یہ اتہام ہے کہ سوامی دیانند جی نے نیوگ کو زناکاری قرار دیا ہو۔ تم زنا کی تعریف بیان کرو تو ہم دکھلائینگے۔ کہ نیوگ ہرگز زناکاری نہیں ہے۔ اور یہ بھی کہا کہ شریعت کے مطابق جو کام ہوتا ہے۔ وہ ناجائز نہیں ہو سکتا۔ اور نہ برا اور بدکاری کا فعل کہلا سکتا ہے۔

جواب الجواب

ڈاکٹر علی اختر صاحب نے کہا۔ افسوس ہے کہ پنڈت جی نے ہمارے اعتراضوں کا کوئی جواب نہیں دیا اور پنڈت جی نے یہ جو کہا کہ ہم نے سوامی دیانند پر اتہام لگایا ہے۔ یہ خود اتہام ہے۔ ہم نے یہ ہرگز نہیں کہا کہ سوامی دیانند نیوگ کو زناکاری کا فعل بتلاتے ہیں اور وہ ایسا کیونکر کہہ سکتے تھے۔ جبکہ وہ اس فعل کو مستحسن ثابت کر کے اپنی قوم میں جاری کرانا چاہتے تھے۔ ہمنے جو کہا ہے وہ یہی کہا ہے کہ نیوگ کے متعلق سوامی دیانند کے دل میں خود یہ خدشہ پیدا ہوا ہے کہ یہ زناکاری یعنی بیسوا جیسا فعل ہے۔ اس لئے اس سوال کو اٹھا کر اسکے دفع کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ مگر بجائے دفع ہونے کے خود سوامی دیانند کی تحریروں اور اقراروں سے یہ اقرار کھلے طور پر ثابت ہو جاتا ہے۔ پس پنڈت جی ایک جھوٹا اتہام مجھ پر لگا کر جوابدہی سے بچنا چاہتے ہیں۔ جو ہو نہیں سکتا۔

پنڈت جی زنا کی تعریف مجھ سے پوچھتے ہیں خود تعریف بیان کر کے ثابت کرتے کہ نیوگ زناکاری نہیں ہے۔ اور زنا کی تعریف تو خود بیاہ کی تعریف سے نکل آتی ہے جس کو سوامی دیانند نے بھی بیان کیا ہے۔ جس تعلق مرد و زن میں بیاہ کی طرح ایک دوسرے پر ذمہ داریاں عاید نہیں ہوتیں اور وقتی اور آنی تعلق ہوتا ہے وہ زناکاری ہے:

دھرم اور نیوگ

پھر پنڈت جی نے ایک مزہ کی بات کہی ہے۔ کہ جو کام کسی شریعت اور دھرم کے مطابق ہو وہ ناجائز نہیں ہوتا۔ اور نہ بُرا اور بدکاری کا فعل کہلا سکتا ہے۔ مگر کیا ہندوؤں کا وام مارگی فرقہ جو اپنی شریعت اور دھرم کے مطابق باقاعدہ اور باضابطگی کے ساتھ خاص وقتوں میں اپنی سگی بہنوں وغیرہ تک سے بدکاری کر لیتے ہیں۔ وہ بھی بُرا فعل نہیں کہلائیگا۔ جس کو خود سوامی دیانند نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں گھور پاپ ظاہر کیا ہے۔ اور جو حقیقت میں ایسا ہی ہے بھی۔ اور کیا جو خاص برہمنوں نے اپنے دھرم اور شریعت کے مطابق گور کھپور کی رانی کا گھوڑے سے سماگم (وطی) کرایا تھا۔ جس کا ذکر سوامی دیانند جی نے کیا ہے وہ بھی مستحسن فعل کہلائے گا؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ جو شریعت یا جو دھرم بدفعلی و بدکاری کے کام کو جائز و مستحسن بتائے گا وہ ضرور بُرا سمجھا جائے گا۔ اور وہ پرمیشور کی طرف سے ہرگز نہیں ہوگا +

آریہ مہاشہ کے اعتراض

جواب دینے کے لئے مہاشہ ست دیو کھڑے ہوئے اور بجائے جواب دینے کے آپے سے باہر ہو کر کہنے لگے نیوگ ہرگز زناکاری نہیں ہے۔ بلکہ زناکاری وہ ہے۔ جو حضرت محمد (صلعم) صاحب نے اپنے پالک بیٹے زید کی بیوی زینب کے ساتھ کی اور زناکاری وہ ہے۔ جو قرآن (کریم) کی تعلیم کے مطابق متعہ کے نام سے کیجاتی ہے

جواب

ڈاکٹر علی اختر صاحب نے کہا۔ کہ میں یہاں سوال کرنے کے لئے آیا ہوں۔ نہ کہ جواب دینے کے لئے۔ مگر پنڈت جی اپنی کمزوری کو چھپانے کے لئے بجائے جواب دینے کے اسلام پر اعتراض کرنے لگے ہیں اگر ان کو اسلام پر اعتراض کرنیکا شوق ہے۔ تو اسکے لئے کبھی علیحدہ وقت مقرر کریں۔ اور دل کھولکر اعتراض کریں اور جواب لیں۔ اگر یہاں وقت مقرر نہیں کر سکتے تو ہمارے یہاں آئیں اور اعتراض کریں اور متعہ کو قرآن کریم سے ثابت کریں۔ میرے اعتراضوں کا تو پنڈت جی کے پاس کچھ جواب نہیں ہے۔ اب وہ صرف بدزبانی پر اتر آئے ہیں۔ مگر پچھلے اعتراضوں کے سوا اب وہ یہ بھی سنیں۔ کہ سوامی دیانند نے علاوہ نیوگ جیسی تعلیم دینے کے نیوگ کا آسن بھی کھلے الفاظ میں اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں درج کیا ہے۔

اور گوک شاستر کے مصنف کو کا پنڈت کو بھی مات کیا ہے پھر وہ حوالہ پڑھ کر سنایا۔ جس میں سوامی نے سماگم کا قاعدہ کھلے الفاظ میں درج کیا ہے (یعنی آنکھ کے سامنے آنکھ منہ کے سامنے منہ وغیرہ وغیرہ)

قرآن میں متعہ کا لغو دعویٰ

یہ مہاشہ ست دیو اور بھی پریشان ہوئے اور کہنے لگے کہ دیکھو قرآن (کریم) میں صاف متعہ کا حکم ہے۔ فمتعوھن وسرحوھن سراحا جمیلا (سورۃ احزاب) رکوع ۶ آیت ۴۹) یعنی متعہ کرو۔ ان سے اور رخصت کرو ان کو اچھی طرح رخصت کرنا اور کہا کہ سماگم کا جو قاعدہ سوامی جی نے بیان کیا ہے۔ اسمیں کوئی برائی نہیں اور منہ کے سامنے منہ وغیرہ نہیں ہوگا۔ تو کیا منہ کے سامنے چوتڑ ہوگا

جواب

جواب میں کہا گیا۔ کہ آج بھی فتح و کامیابی کا سہرا مسلمانوں کے سر رہا۔ پنڈت جی بجائے ایک لفظ بھی اصل اعتراض کا جواب دینے کے فضول باتوں میں اپنا وقت برباد کر رہے ہیں اور مجیب کے منصب سے ہٹ کر خود اعتراض کرنے پر اتر آئے ہیں۔ جو ان کی کھلی کھلی کمزوری کو ثابت کر رہا ہے۔ ہاں فمتعوھن کے معنی متعہ کروانے اگر پنڈت جی مخالفین اسلام سیل وغیرہ کے ترجمہ سے ہی دکھلا دیں۔ اور سیل وغیرہ مخالفین اسلام کے تراجم نہ سہی۔ اسی مترجم قرآن سے دکھلا دیں جو پنڈت جی کے ہاتھ میں ہے۔ تو ان کو ابھی دم نقد سو روپیہ انعام دیا جائے گا اس چیلنج پر مسلمانوں میں خوشی و مسرت پھیل گئی۔ اور آریہ سماج کے ممبر دل پر سناٹا چھا گیا۔ پھر ڈاکٹر صاحب نے کہا۔ کہ دیکھو نیوگ اور اسکے متعلق مضامین ایسے ہیں۔ کہ پنڈال سے تمہاری عورتیں بھاگنے لگی ہیں۔ ستیارتھ پرکاش کے ان حوالوں پر ان عورتوں کے بھاگنے یا آریہ سماجی دوستوں کے خفا ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ کتاب تو کورس میں داخل ہے اور عورتوں کو بھی پڑھائی جاتی ہے۔

پھر نیوگ

پھر ڈاکٹر صاحب نے کہا۔ کہ نیوگ کے متعلق ستیارتھ پرکاش کا ایک حوالہ اور بھی قابل غور ہے۔ جس میں دیانند جی مہاراج نے اس تعلیم کے ساتھ کہ حمل اور دودھ پلانے کے زمانہ میں اپنی عورت سے صحبت نہیں کرنا چاہیئے یہ ہدایت بھی دی ہے۔ کہ مرد سے اگر اس زمانہ میں اپنی عورت سے صحبت نہ کرنیکی وجہ سے یا دایم المریض مرد کی عورت سے "رہا نہ جائے" تو وہ مرد دوسری عورت سے اور وہ عورت دوسرے مرد سے صحبت کر کے اولاد پیدا کرے۔ اگرچہ اس حوالہ میں بھی اولاد پیدا کرنیکا کا بہانہ قایم رکھا گیا ہے۔ مگر "رہا نہ جائے" کا جملہ اور یہ امر کہ اس مرد کے گھر میں عورت حاملہ موجود ہے۔ اور اولاد ہونے کی پوری امید ہے۔ پھر بھی دوسری عورتوں سے صحبت کرنے کی اجازت دیجاتی ہے۔ پھر خود سوامی دیانند جی نے ستیارتھ پرکاش میں نرکت کے حوالہ سے لکھا ہے کہ فرزند وہ ہے۔ جو عضو عضو سے پیدا ہوئے ویریہ (نطفہ) سے اور دل سے پیدا ہوتا ہے" تو ایسی صورت میں نیوگ کی اولاد کو جو بجائے بیرج داتا کی اولاد قرار دینے کے اس عورت کی خاوند کی اولاد قرار دیا جاتا ہے۔ کہ جس نے اپنی عورت کو بیرج داتا سے ہمبستر کرایا ہے۔ یہ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔

آخر بار میں بھی پنڈت جی سے کچھ جواب نہ بنا بعد چند طہارت کے متعلق احادیث کے بیان ہی میں اپنا وقت صرف کیا۔

اسلام کی فتح

غرضیکہ دوسرے دن بھی ایک گھنٹہ کی گفتگو اسلام کیلئے کامیابی اور آریہ سماج کیلئے کھلی کھلی شکست کے ساتھ ختم ہوئی۔ آریہ سماج کے پریذیڈنٹ نے خود بھی محسوس کیا کہ نیوگ کے متعلق مہاشہ ست دیو نے کچھ جواب نہیں دیا ہے۔ جسکا سامعین پر بہت برا اثر ہوگا۔ اسلئے اس نے اپنی پریذیڈنشل تقریر میں نیوگ کی حقیقت بیان کرنی شروع کی جو برداشت نہیں کیا گیا۔ کہ آپ کو اس کا حق نہیں ہے۔ اور اگر آپ جواب دینا چاہتے ہیں۔ تو پھر اگر ہمارے جواب [illegible]

پنڈت جی زنا کی تعریف مجھ سے پوچھتے ہیں خود تعریف بیان کر کے ثابت کرتے کہ نیوگ زنا کاری نہیں ہے۔ اور زنا کی تعریف تو خود بیاہ کی تعریف سے نکل آتی ہے جس کو سوامی دیانند نے بھی بیان کیا ہے۔ جس تعلق مرد وزن میں بیاہ کی طرح ایک دوسرے پر ذمہ داریاں عاید نہیں ہوتیں اور وقتی اور آنی تعلق ہوتا ہے وہ زنا کاری ہے:

دھرم اور نیوگ

پھر پنڈت جی نے ایک مزہ کی بات کہی ہے۔ کہ جو کام کسی شریعت اور دھرم کے مطابق ہو وہ ناجائز نہیں ہوتا۔ اور نہ بُرا اور بدکاری کا فعل کہلا سکتا ہے۔ مگر کیا ہندوؤں کا وام مارگی فرقہ جو اپنی شریعت اور دھرم کے مطابق باقاعدہ اور باضابطگی کے ساتھ خاص وقتوں میں اپنی سگی بہنوں وغیرہ تک سے بدکاری کر لیتے ہیں۔ وہ بھی بُرا فعل نہیں کہلائیگا۔ جس کو خود سوامی دیانند نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں گھور پاپ ظاہر کیا ہے۔ اور جو حقیقت میں ایسا ہے بھی۔ اور کیا جو خاص برہمنوں نے اپنے دھرم اور شریعت کے مطابق گورکھپور کی رانی کا گھوڑے سے سماگم (وطی) کرایا تھا۔ جس کا ذکر سوامی دیانند جی نے کیا ہے وہ بھی مستحسن فعل کہلائے گا ہرگز نہیں۔ بلکہ جو شریعت یا جو دھرم بدفعلی و بدکاری کے کام کو جائز و مستحسن بتائے گا وہ ضرور بُرا سمجھا جائے گا۔ اور وہ پرمیشور کی طرف سے ہرگز نہیں ہوگا۔

آریہ مہاشہ کے اعتراض

جواب دینے کے لئے مہاشہ ست دیو کھڑے ہوئے اور بجائے جواب دینے کے آپے سے باہر ہو کر کہنے لگے نیوگ ہرگز زنا کاری نہیں ہے۔ بلکہ زنا کاری وہ ہے۔ جو حضرت محمد (صلعم) صاحب نے اپنے پالک بیٹے زید کی بیوی زینب کے ساتھ کی اور زنا کاری وہ ہے۔ جو قرآن (کریم) کی تعلیم کے مطابق متعہ کے نام سے کی جاتی ہے

جواب

ڈاکٹر علی اختر صاحب نے کہا۔ کہ میں یہاں سوال کرنے کے لئے آیا ہوں۔ نہ کہ جواب دینے کے لئے۔ مگر پنڈت جی اپنی کمزوری کو چھپانے کے لئے بجائے جواب دینے کے اسلام پر اعتراض کرنے لگے ہیں۔ اگر ان کو اسلام پر اعتراض کرنیکا شوق ہے۔ تو اسکے لئے بھی علیحدہ وقت مقرر کریں۔ اور دل کھولکر اعتراض کریں اور جواب لیں۔ اگر یہاں وقت مقرر نہیں کر سکتے تو ہمارے یہاں آئیں اور اعتراض کریں اور متعہ کو قرآن کریم سے ثابت کریں۔ میرے اعتراضوں کا تو پنڈت جی کے پاس کچھ جواب نہیں ہے۔ اب وہ صرف بدزبانی پر اتر آئے ہیں۔ مگر پچھلے اعتراضوں کے سوا اب وہ یہ بھی سنیں۔ کہ سوامی دیانند نے علاوہ نیوگ جیسی تعلیم دینے کے نیوگ کا آسن بھی کھلے الفاظ میں اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں درج کیا ہے۔

اور کوک شاستر کے مصنف کو کا پنڈت کو بھی مات کیا ہے پھر وہ حوالہ پڑھ کر سنایا۔ جس میں سوامی نے سماگم کا قاعدہ کھلے الفاظ میں درج کیا ہے (یعنی آنکھ کے سامنے آنکھ منہ کے سامنے منہ وغیرہ وغیرہ)

قرآن میں متعہ کا نقود بھوکی

یہ مہاشہ ست دیو اور بھی پریشان ہوئے اور کہنے لگے کہ دیکھو قرآن (کریم) میں صاف متعہ کا حکم ہے۔ فمتعوھن وسرحوھن سراحا جمیلا (سورۃ احزاب) رکوع ۶ آیت ۴۹) یعنی متعہ کرو۔ ان سے اور رخصت کرو ان کو اچھی طرح رخصت کرنا اور کہا کہ سماگم کا جو قاعدہ سوامی جی نے بیان کیا ہے۔ اسمیں کوئی بُرائی نہیں اور منہ کے سامنے منہ وغیرہ وغیرہ نہیں ہوگا۔ تو کیا منہ کے سامنے چوتڑ ہوگا

جواب

جواب میں کہا گیا۔ کہ آج بھی فتح و کامیابی کا سہرا مسلمانوں کے سر رہا۔ پنڈت جی بجائے ایک لفظ بھی اصل اعتراض کا جواب دینے کے فضول باتوں میں اپنا وقت برباد کر رہے ہیں اور مجیب کے منصب سے ہٹ کر خود اعتراض کرنے پر اتر آئے ہیں۔ جو ان کی کھلی کھلی کمزوری کو ثابت کر رہا ہے۔ ہاں فمتعوھن کے معنی متعہ کرو کے اگر پنڈت جی مخالفین اسلام سیل وغیرہ کے ترجمہ سے دکھلا دیں۔ ... یا وغیرہ مخالفین اسلام کے تراجم نہ سہی۔ اسی مترجم قرآن سے دکھلا دیں جو پنڈت جی کے ہاتھ میں ہے۔ تو ان کو ابھی دم نقد سو روپیہ انعام دیا جائے گا۔ اس چیلنج پر مسلمانوں میں خوشی و مسرت پھیل گئی۔ اور آریہ سماج کے ممبر دل پر سناٹا چھا گیا۔ پھر ڈاکٹر صاحب نے کہا۔ کہ دیکھو نیوگ اور اس کے متعلق مضامین ایسے ہیں۔ کہ پنڈال سے تمہاری عورتیں بھاگ گئی ہیں۔ ستیارتھ پرکاش کے ان حوالوں پر ان عورتوں کے بھاگ جانے یا آریہ سماجی دوستوں کے خفا ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ کتاب تو کورس میں داخل ہے اور عورتوں کو بھی پڑھائی جاتی ہے۔

پھر نیوگ

پھر ڈاکٹر صاحب نے کہا۔ کہ نیوگ کے متعلق ستیارتھ پرکاش کا ایک حوالہ اور بھی قابل غور ہے۔ جس میں دیانند جی مہاراج نے اس تعلیم کے ساتھ کہ حمل اور دودھ پلانے کے زمانہ میں اپنی عورت سے صحبت نہیں کرنا چاہیے یہ ہدایت بھی دی ہے۔ کہ مرد سے اگر اس زمانہ میں اپنی عورت سے صحبت نہ کرنیکی وجہ سے یا دائم المریض مرد کی عورت سے رہا نہ جائے"۔ تو وہ مرد دوسری عورت سے اور وہ عورت دوسرے مرد سے صحبت کر کے اولاد پیدا کرے۔ اگرچہ اس حوالہ میں بھی اولاد پیدا کرنیکا کا بہانہ قایم رکھا گیا ہے۔ مگر "رہا نہ جائے" کا جملہ اور یہ امر کہ اس مرد کے گھر میں عورت حاملہ موجود ہے۔ اور اولاد ہونے کی پوری امید ہے۔ پھر بھی دوسری عورتوں سے صحبت کرنے کی اجازت دیجاتی ہے۔ پھر خود سوامی دیانند جی نے ستیارتھ پرکاش میں نرکت کے حوالہ سے لکھا ہے کہ فرزند وہ ہے۔ جو عضو عضو سے پیدا ہوئے ویریہ (نطفہ) سے اور دل سے پیدا ہوتا ہے"۔ تو ایسی صورت میں نیوگ کی اولاد کو جو بجائے بیرج داتا کی اولاد قرار دینے کے اس عورت کے خاوند کی اولاد قرار دیا جاتا ہے۔ کہ جس نے اپنی عورت کو بیرج داتا سے ہمبستر کرایا ہے۔ یہ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔

آخر بار میں بھی پنڈت جی سے کچھ جواب نہ بنا اور چند طہارت کے متعلق احادیث کے بیان ہی میں اپنا وقت صرف کیا۔

اسلام کی فتح

غرضیکہ دوسرے دن بھی ایک گھنٹہ کی گفتگو اسلام کی ... آریہ سماج ... کسی کھلی شکست کے ساتھ ختم ہوئی۔ آریہ سماج کے پریذیڈنٹ نے خود بھی محسوس کیا کہ نیوگ کے متعلق مہاشہ ست دیو نے کچھ جواب نہیں دیا ہے۔ جسکا سامعین پر بہت بُرا اثر ہوگا۔ اسلئے اس نے اپنی پریذیڈنشل تقریر میں نیوگ کی حقیقت بیان کرنی شروع کی جس پر انہیں کہا گیا۔ کہ آپ کو اس کا حق نہیں ہے۔ اور اگر آپ جواب دینا چاہتے ہیں۔ تو ... مسلمانوں

تحریک چالیس ہزار

(بقیہ الفضل نمبر ۷۴ جلد ۱۱ صفحہ ۱۰)

جماعت کریام ضلع جالندھر

حاجی غلام احمد خانصاحب امیر جماعت ۔۔۔ ۲۵
چوہدری مہر خاں صاحب ۔۔۔ ۲۵
چوہدری مولا بخش صاحب پریذیڈنٹ
معہ چوہدری حاکم خاں صاحب ۔۔۔ ۱۰۱
ونشی خاں وگل محمد خاں صاحب
چوہدری احمد علی خانصاحب ۔۔۔ ۵
چوہدری محمد علی صاحب ۔۔۔ ۵
چوہدری نعمت اللہ خانصاحب ۳ - ۵ - ۸
چوہدری یوسف علی خانصاحب ۹ - ۱۰ - ۲
چوہدری مولا بخش صاحب ۔۔۔ ۱
چوہدری کریم بخش صاحب ۔۔۔ ۱
چوہدری رحمت خان صاحب ۔۔۔ ۱
〃 شہاب الدین صاحب ۔۔۔ ۱
〃 اسد اللہ خاں صاحب ۔۔۔ ۲
〃 بیکٹر خاں صاحب ۔۔۔ ۱
〃 رحمت خاں صاحب ۔۔۔ ۱
〃 غلام محمد خانصاحب ۔۔۔ ۳
〃 عطا محمد صاحب ۔۔۔ ۱
〃 میاں امام الدین صاحب کربیہ ۔۔۔ ۳
〃 اسید علی خانصاحب ۔۔۔ ۱
〃 میاں وزیر محمد صاحب ۔۔۔ ۱ ۔۔
〃 غلام رسول صاحب ۔۔ ۴ ۔۔
〃 فضل احمد خانصاحب طالب علم ۔۔ ۴ ۔

چوہدری عبد الغنی صاحب سیکرٹری ۶ - ۵ - ۳
میاں رنگ علی شاہ صاحب ۔۔۔ ۱
چوہدری نواب خانصاحب ۔۔۔ ۱
میزان ۳ - ۱۴ - ۹۸

جماعت قادیان

محمد اسحاق صاحب سنتان ۔۔۔ ۹
منشی عبد الحق صاحب انسپکٹر ۔۔۔ ۱۵
میزان ۔۔۔ ۲۴

جماعت کمال ڈیرہ

سومر خانصاحب ہیڈ ماسٹر ۔۔۔ ۵
مولوی عبد الرحمن صاحب نوکیفی نویس ۔۔ ۸ - ۲
برادرم عبد الکریم صاحب ۔۔ ۸ - ۱
محمد فاضل صاحب چٹھی رساں ۔۔۔ ۴
محمد ابراہیم صاحب زرگر ۔۔۔ ۶
میاں نبی بخش صاحب ۔۔۔ ۱
میاں ہتھا خانصاحب زرگر ۔۔۔ ۱

محمد بریل صاحب ہیڈ ماسٹر ۔۔۔ ۱۰
میزان ۔۔۔ ۳۱

جماعت تہال

منشی محمد الدین صاحب سکرٹری ۔۔۔ ۱۰
میاں عبد اللہ صاحب جٹ ۔۔۔ ۵
میاں اللہ لوک صاحب ۔۔۔ ۵
میاں عالم الدین صاحب ۔۔۔ ۵
مسماۃ سبھاگی تہال ۔۔۔ ۵
میاں عبد الکریم صاحب ۔۔۔ ۵
حافظ فضل احمد صاحب ۔۔۔ ۱
میاں امام الدین صاحب لنگریوالہ ۔۔۔ ۵
مسماۃ سبھاگی آدھ ایک چوڑی چاندی ۔۔۔ ۲
زوجہ محمد الدین صاحب آدھ ایک چھلا چاندی
میزان ۔۔۔ ۴۳

جماعت سہارنپور

ماسٹر محمد فقیر اللہ خاں صاحب سب ڈپٹی انسپکٹر مدارس

تحریک چالیس ہزار

(بقیہ الفضل نمبر ۷۴ جلد ۱۱ صفحہ ۱)

جماعت کریام ضلع جالندھر

حاجی غلام احمد خانصاحب امیر جماعت . . . ۲۵
چوہدری مہر خاں صاحب . . . ۲۵
چوہدری مولا بخش صاحب پریذیڈنٹ
معہ چوہدری حاکم خاں صاحب
ونشی خاں و محمد خاں صاحب . . . ۵
چوہدری احمد علی خانصاحب . . . ۵
چوہدری محمد علی صاحب . . . ۵
چوہدری نعمت اللہ خانصاحب . ۳ - ۵ - ۸
چوہدری یوسف علی خانصاحب ۹ - ۱۰ - ۲
چوہدری مولا بخش صاحب . . . ۱
چوہدری کریم بخش صاحب . . . ۱
چوہدری رحمت خان صاحب . . . ۱
" شہاب الدین صاحب . . . ۱
" اسد اللہ خاں صاحب . . . ۲
" بیکٹر خاں صاحب . . . ۱
" رحمت خاں صاحب . . . ۱
" غلام محمد خانصاحب . . . ۳
" عطا محمد صاحب . . . ۱
" میاں امام الدین صاحب کریہ . . . ۳
" امیر علی خانصاحب . . . ۱
" میاں وزیر محمد صاحب . . ۱ . .
" غلام رسول صاحب . . ۴ . .
" فضل احمد خانصاحب طالب علم . . ۴ .
چوہدری عبد الغنی صاحب سیکرٹری ۶ - ۵ - ۳
میاں رنگ علی شاہ صاحب . . . ۱
چوہدری نواب خانصاحب . . . ۱

میزان ۳ - ۱۴ - ۹۸

جماعت قادیان

محمد اسحاق صاحب سنتان . . . ۹
منشی عبد الخالق صاحب انسپکٹر . . . ۱۵

میزان . . . ۲۴

جماعت کمال ڈیرہ

سومر خانصاحب ہیڈ ماسٹر . . . ۵
مولوی عبد الرحمن صاحب اٹیکنو نویس . ۸ - ۲
برادرم عبد الکریم صاحب . ۸ - ۱
محمد فاضل صاحب چٹھی رساں . . . ۴
محمد ابراہیم صاحب زرگر . . . ۶
میاں نبی بخش صاحب . . . ۱
میاں سٹھا خانصاحب زرگر . . . ۱
محمد بریل صاحب ہیڈ ماسٹر . . . ۱۰

میزان . . . ۳۱

جماعت تہال

منشی محمد الدین صاحب سکرٹری . . . ۱۰
میاں عبد اللہ صاحب جٹ . . . ۵
میاں اللہ توک صاحب . . . ۵
میاں عالم الدین صاحب . . . ۵
مسماۃ بھاگی تہال . . . ۵
میاں عبد الکریم صاحب . . . ۵
حافظ فضل احمد صاحب . . . ۱
میاں امام الدین صاحب ٹنگر یوالہ . . . ۵
مسماۃ بھاگی آدھ ایک چوڑی چاندی . . . ۲
زوجہ محمد الدین صاحب آدھ ایک چھلا چاندی

میزان . . . ۴۳

جماعت بہاران پور

ماسٹر محمد فقیر اللہ خاں صاحب سب ڈپٹی انسپکٹر مدارس

اسلام و دیگر مذاہب

۹ مارچ ۱۹۲۴ء کو دہرہ دون میں مولوی عمر الدین صاحب شملوی نے اسلام اور دیگر مذاہب پر قریباً تین گھنٹے پُر از معارف و حقائق تقریر فرمائی۔ انجمن نصرت الاسلام کی طرف سے بذریعہ اشتہارات تمام شہر میں منادی کرائی گئی تھی۔

اشتہار میں نوٹ دیا گیا تھا کہ بعد تقریر سوال کرنے کا موقعہ دیا جاوے گا۔ جلسہ میں ہندو اور مسلمانوں کی تعداد قریباً دو ہزار سے زائد ہو گی۔ خدا کے فضل سے مولانا موصوف کی تقریر کا سامعین پر یہ اثر تھا کہ سامعین پر وجد کی حالت طاری تھی۔

ہمارا فرض

مولانا نے تقریر شروع کرنے سے قبل جلسہ کی غرض یہ بیان کی۔ کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خادم ہیں۔ اس لحاظ سے دین اسلام کی امانت جو ہمارے سپرد کی گئی ہے۔ اسکو دُنیا میں پھیلانا خدا کی مخلوقات تک پہنچانا ہمارا فرض ہے۔ اس فرض کے سرانجام دینے کے لئے ہم نے یہ جلسہ کیا ہے ؛

اسلام اور اسکے مخالفین

پھر فرمایا کہ اسلام کا مقابلہ دشمنان اسلام ہمیشہ کرتے رہے ہیں۔ اور جس رنگ میں مخالفین اسلام نے اسلام پر حملہ کیا۔ اسی رنگ میں ان کو جواب دیا گیا۔ اور مخالفین نے ہمیشہ اسلام کے مقابلہ میں شکست کھائی۔ ہمارے زمانہ میں مخالفین اسلام نے تحریر و تقریر کے ذریعہ اسلام پر حملہ کیا ہے۔ اس لئے اللہ تعالٰے نے اپنے دین کی حمایت کے واسطے ہم کو اس رنگ میں تحریر و تقریر کے ذریعہ مخالفین پر غلبہ عطا فرمایا ہے۔ دشمن چاہتا ہے کہ اپنے منہ کی پھونکوں سے اسلام کو دنیا سے نیست و نابود کردے۔ مگر یاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ لیظهره علے الدین کلہ ولو کرہ الکافرون دین اسلام کو اللہ تعالیٰ ضرور ضرور ہر ایک دین پر غالب کر کے دکھلا دیگا۔

گو اسوقت فلسفہ اور سائنس کا زور ہے۔ مگر اسلام کی کسی صداقت کو بھی اس زمانہ کا فلسفہ اور سائنس رد نہیں کر سکا۔ بلکہ جس قدر فلسفہ اور سائنس کا زور ہوتا جاتا ہے۔ اسی قدر اسلام کی صداقت ظاہر ہو رہی ہے۔

باہمی اتحاد کی ضرورت

حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا اسلام کے معنی فرمانبرداری کے ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو اطمینان امن اور صبر اور دعاؤں کے ساتھ خدمتِ دین میں لگے رہنا چاہیئے ہماری غرض اسلام کی عزت کا قائم کرنا ہے۔ نہ کہ کسی قسم کا فساد کرنا اس لئے مسلمانوں کو چاہیئے کہ امن کے ساتھ تمام مسلمان مشترکہ طور پر اسلام کی صداقت کو دنیا میں پھیلائیں۔ اور تمام اندرونی اختلافات کو پس پشت ڈالکر واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً پر عمل کرتے ہوئے اسلام کی صداقت دُنیا میں پھیلائیں۔ مسلمانوں کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ و حضرت معاویہ رض کے باہمی مناقشہ کو بیان کر کے عبرت دلائی۔ اور سنایا کہ حضرت امیر معاویہ رض نے ایک عیسائی بادشاہ کی ہمدردی کی اظہار کے وقت یہ جواب دیا تھا کہ حضرت علی رض کی اور میری لڑائی سے تم فائدہ اٹھانا چاہتے ہو۔ مگر تم اپنے اس ارادہ بد میں کامیاب نہ ہو سکوگے۔ اگر تم عرب کا رخ کروگے۔ تو یاد رکھو علی کے ماتحت ہو کر سب سے پہلے تمہارا مقابلہ کرنے والا میں ہوں گا۔

یہ وقت اندرونی اختلافات کو بڑھانے کا نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کی جو مشترکہ محبوب اور پیاری چیز یعنی اسلام ہے۔ اسکی حمایت میں یکدل و یک جان ہو کر کوشش کرنی چاہیئے۔

اذان کی حقیقت

میں اپنے مضمون کو شروع کرنے سے پہلے اسلامی اذان کا مقابلہ دوسرے مذاہب کے طریقہ عبادت سے کرتا ہوں۔ کوئی گھنٹہ بجاتا ہے۔ کوئی باجہ بجاتا ہے۔ مگر اسلامی مؤذن اذان کو اللہ اکبر کے کلمہ سے شروع کرتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر ایک ذات سے بزرگ تر ہے۔ اس لئے تم ہر ایک کام کو چھوڑ کر اس کی ذات کی عبادت کی طرف آجاؤ۔ غرض تمام اذان کا فلسفہ نہایت ہی لطیف پیرایہ میں بیان فرمایا ؛

اسلام کی صداقت کے دلائل

اسکے بعد فرمایا کہ ہر ایک مذہب کی اصل غرض خدا شناسی ہے۔ اس لئے میں تبلاتا ہوں۔ کہ قرآن مجید کس طرح اپنی صداقت کو بدلائل ثابت کرتا ہے۔ چنانچہ ایک جگہ فرماتا ہے۔ یسبح للہ ما فی السموات وما فی الارض الملک القدوس الخ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے یہ دعویٰ کیا ہے۔ کہ ہر ایک چیز جو زمین و آسمان کے اندر ہے وہ خدا کی تسبیح کرتی ہے۔ آگے بتایا کہ کیوں تسبیح کی جاتی ہے۔ اس لئے کہ وہ بادشاہ ہے۔ قدوس ہے عزیز ہے۔ حکیم ہے۔ سوال ہو سکتا تھا کہ وہ بادشاہ کیونکر ہے؟ اس کی دلیل بیان فرمائی کہ ہم نے اپنا رسول بھیجا ہے۔ جو ہمارے ملک ہونے کا زندہ ثبوت ہے۔ دنیا کے بادشاہوں کی عظمت ان کے نائبوں کے ذریعہ ظاہر ہوا کرتی ہے۔ وہ اس طرح کہ بادشاہ کے نائب کا جو دشمن مقابلہ کرتا ہے۔ بادشاہ اپنے نائب کی ہر طرح مدد کرتا ہے۔ تاکہ وہ غالب آجاوے۔ اور اس کی عظمت اور غلبہ دنیا میں قائم ہو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نائب بنا کر دنیا میں ہدایت پھیلانے کے واسطے بھیجا۔ جنھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی۔ وہ تباہ ہو گئے۔ اور جنھوں نے آپکا ساتھ دیا۔ وہ عزت اور غلبہ پا گئے ؛

اسلامی احکام میں حکمت

ملک ہونے کا دوسرا ثبوت یہ ہوتا ہے کہ بادشاہ اپنی رعیت کے واسطے کچھ احکام نافذ کرتا ہے اس کا ثبوت یتلوا علیهم آیاته سے دیا۔ رسول کی بعثت کی غرض لوگوں کا تزکیۂ نفس ہوتی ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے وحشی اور گندے لوگوں کو جن کا پیشہ قتل اور فساد اور ظلم تھا۔

...کو مہذب انسان بنا دیا، اور پھر مہذب انسانوں سے
با خدا انسان بنا دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اپنے پیروؤں کو وہ حکمت سکھلائی۔ جس کو اشد ترین
مخالف بھی مانتے ہیں ایک جرمن ڈاکٹر جس نے عمر کا ایک
بڑا حصہ اس تحقیقات میں صرف کر دیا کہ دیوانے کتے
کے کاٹنے کا کیا علاج ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ میں نے
رسول عربی (فداہ روحی) کی حدیث میں جب پڑھا
کہ جس برتن میں کتا منہ ڈال جاوے۔ اس کو سات
دفعہ مٹی سے صاف کر دینا چاہیئے، تو مجھے خیال ہوا
کہ محمد رسول اللہ علیہ وسلم جیسے انسان نے یہ بات
بغیر کسی حکمت کے نہیں کہی ہوگی۔ تحقیقات کے
بعد معلوم ہوا۔ کہ مٹی کے اندر کتے کے کاٹنے کا
علاج موجود ہے۔ یہ صرف ایک ثبوت ہے نبی کریم
صلے اللہ علیہ وسلم کی حکمت بھری کلام کا۔

اسلام کا خدا

اسکے بعد اللہ تعالیٰ کی ذات کے متعلق علیحدہ علیحدہ
اور آریوں کے عقاید کا مقابلہ قرآن مجید
سے کر کے مدلل طور پر ثابت کیا کہ جس طرح اسلام اللہ تعالیٰ
کی ذات کو ہر ایک قسم کے عیب سے پاک ماننے کی
تعلیم دیتا ہے۔ اس طرح دنیا میں کوئی مذہب پیش نہیں
کرتا۔ عیسائی صاحبان تو اپنے خدا کے لئے پیدا ہونا
مرنا، طرح طرح کے دکھ اٹھانا اور بھوک پیاس کی تکلیف
محسوس کرنا جائز قرار دیتے ہیں۔ اور آریہ صاحبان اپنے
پرمیشر کو کسی چیز کا خالق و مالک نہیں مانتے۔ بلکہ ذرہ
ذرہ کو خدا کا شریک مانتے ہیں۔

نجات

اس کے متعلق فرمایا۔ اسلام دائمی نجات کا
وعدہ فرماتا ہے۔ مگر آریہ صاحبان کا پرمیشر
کسی کو بھی خواہ وہ اوتار اور دیوتا ہی کیوں نہ ہو
دائمی نجات نہیں دے سکتا۔ مولانا موصوف کی تقریر
ایسی جامع اور مدلل تھی کہ بعض مخالفین اسلام نے بھی
اقرار کیا۔ کہ واقعی مولانا کے دلائل بہت زبردست
ہیں۔

تقریر کے ختم ہونے کے بعد اعلان کیا گیا کہ جو صاحب
تقریر کے متعلق کوئی سوال کرنا چاہیں۔ انکو وقت دیا جاویگا
... کی طرف سے ایک صاحب کھڑے ہوئے
اور کہا کہ ہم کل سوال کرینگے۔

شکریہ

ہم انجمن نصرت الاسلام دہرہ دون کارکنان
خلافت کمیٹی کے حسن انتظام کی داد دئے
بغیر نہیں رہ سکتے۔ اور جملہ ممبران انجمن مذکور کے
شکر گذار ہیں۔ اُمید ہے۔ آیندہ بھی وہ مذہبی مناظروں
و تقاریر میں دلچسپی لیا کرینگے۔

خاکسار غلام نبی احمدی
سکرٹری انجمن احمدیہ۔ دہرہ دون

دیوبندی میرک شاہ صاحب کی غلط بیانی

مولوی میرک شاہ صاحب ناظم دیوبندی مبلغین کی طرف سے ایک
عبرت خیز حادثے کے عنوان سے مورخہ ۷ار مارچ ۱۹۲۴ء
کے وکیل میں ایک مضمون چھپا ہے۔ جس میں مولوی صاحب
لکھتے ہیں "ایک عرصہ سے صالح نگر ضلع آگرہ آریوں
کی انتہائی جدوجہد کی جولان گاہ بنا ہوا ہے لیکن
ہمارے مبلغین کی سعی سے انکو بارہا ہزیمت نصیب
ہوئی۔ ..... لیکن ان مسلسل کوششوں کا یہ اثر
ہوا تھا۔ کہ ایک شخص کسی طرح سے ارتداد پر آمادہ
ہو گیا۔ اور ۱۷ار فروری کی تاریخ مرتد ہونے کے
لئے مقرر ہوئی۔ لیکن اس سے تین چار یوم قبل وہ
شخص نمونیہ میں مبتلا ہو گیا۔ ..... اور بالآخر ۱۹ر فروری
کو یہ شخص راہی ملک عدم ہوا۔ ہمارے مبلغ کی سعی
سے اس شخص نے مرنے سے قبل اپنے ارادے
سے توبہ کی۔ اور اسلام قبول کیا۔ تجہیز و تکفین کے
بعد ہمارے مبلغ کی تقریر ہوئی۔ جس کا ملکانوں پر
نہایت عمیق اثر ہوا"

تقریباً عرصہ ایک سال سے احمدی مبلغ اس گاؤں
میں کام کر رہے ہیں۔ مختلف اوقات میں میں اس
گاؤں میں دورہ کرتا رہتا ہوں۔ کوئی مبلغ دیوبندیوں
کا اس علاقہ میں میں نے کبھی نہیں دیکھا اب بھی
میں صالح نگر سے آرہا ہوں۔ اسوقت بھی دیوبندیوں
کا کوئی مبلغ وہاں نہیں ہے۔ شروع سے ان مولویوں
کی عادت رہی ہے۔ کہ جب کوئی اہم واقعہ کسی ملکانہ گاؤں
میں ہوتا ہے۔ تو جھٹ اسکو اپنے مبلغین کی سعی کا نتیجہ
بتاتے ہیں۔

مورخہ ۱۹ر فروری کو جب وہ ملکانہ مرا۔ تو اس وقت
میں خود وہاں موجود تھا۔ نہ ہی وہاں کوئی دیوبندی موجود
تھا۔ اور نہ کسی مولوی کی سعی سے اس شخص نے مرنے
سے قبل اپنے ارادے سے توبہ کی۔ اور نہ ہی تجہیز
و تکفین کے بعد کسی دیوبندی مبلغ کی تقریر ہوئی۔ یہ سب
امور مولوی میرک شاہ صاحب کے دماغ کی اختراع ہیں
ایسی اخلاقی غلطیوں کا ارتکاب کم از کم ایک ناظم مبلغین
کے لئے سخت معیوب ہے۔

ہم اُمید کرتے ہیں کہ مولوی صاحب آیندہ ایسی فرضی
کارروائیوں سے پبلک کو خوش کرنے اور اللہ تعالیٰ
کو ناراض کرنے کی کوشش نہیں کرینگے۔

خاکسار:۔ شیخ یوسف علی بی۔ اے
انسپکٹر احمدی مبلغین ضلع آگرہ

علاقہ ارتداد میں آریوں کی درگت

علاقہ ارتداد میں ملکانہ راجپوتوں کے اندر اشدھی کے
خلاف سخت جوش پھیل رہا ہے۔ چنانچہ حال میں ضلع آگرہ
کے دو مقامات صالح نگر و سورج پورہ سے اطلاع آئی ہے
کہ آریہ لوگوں نے خفیہ طور پر اشدھی کی تاریخ باندھی ہوئی
تھی۔ مگر جب یہ لوگ اس ناپاک فعل کے ارتکاب کیلئے
گئے۔ تو اولاً تو اشدھ ہونیوالوں نے مطالبہ کیا کہ جس
روپیہ کا وعدہ ہم سے کیا ہوا ہے۔ وہ لاؤ۔ مگر جب
اس وعدہ کا ایفا ہوتا نہ دیکھا۔ تو بگڑ بیٹھے۔ اور آپس میں
جوت پیزار تک نوبت پہنچی۔ آریہ پرچارکوں کی اچھی طرح سے
گت بنائی گئی۔ جن کو وہاں سے بدحواس ہو کر بھاگنے کے
سوا کوئی چارہ نہ رہا۔ اب سنا ہے۔ کہ ڈکیتی کا مقدمہ
چلانے کی کوشش کرینگے۔ خود لوگوں کو روپیہ کا لالچ دیکر ...
سے بہکاتے ہیں۔ اور اگر انکی اپنی وعدہ شکنی کی وجہ سے انکار
کرتے ہیں۔ تو پولیس اور عدالتوں کے رعب ڈالکر ان کو بیدین ...

ان کو مہذب انسان بنا دیا۔ اور پھر مہذب انسانوں سے باخدا انسان بنا دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے پیروؤں کو وہ حکمت سکھلائی۔ جس کو اشد ترین مخالف بھی مانتے ہیں ایک سائنسدان جرمن ڈاکٹر جس نے عمر کا ایک بڑا حصہ اس تحقیقات میں صرف کر دیا کہ دیوانے کتے کے کاٹنے کا کیا علاج ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ میں نے رسول عربی (فداہ روحی) کی حدیث میں جب پڑھا کہ جس برتن میں کتا منہ ڈال جاوے۔ اس کو سات دفعہ مٹی سے صاف کر دینا چاہیئے۔ تو مجھے خیال ہوا کہ محمد رسول اللہ علیہ وسلم جیسے انسان نے یہ بات بغیر کسی حکمت کے نہیں کہی ہوگی۔ تحقیقات کے بعد معلوم ہوا۔ کہ مٹی کے اندر کتے کے کاٹنے کا علاج موجود ہے۔ یہ صرف ایک ثبوت ہے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حکمت بھری کلام کا۔

اسلام کا خدا

اسکے بعد اللہ تعالیٰ کی ذات کے متعلق عیسائیوں اور آریوں کے عقاید کا مقابلہ قرآن مجید سے کر کے مدلل طور پر ثابت کیا کہ جس طرح اسلام اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہر ایک قسم کے عیب سے پاک ماننے کی تعلیم دیتا ہے۔ اس طرح دنیا میں کوئی مذہب پیش نہیں کرتا۔ عیسائی صاحبان تو اپنے خدا کے لئے پیدا ہونا مرنا۔ طرح طرح کے دکھ اُٹھانا اور بھوک پیاس کی تکلیف محسوس کرنا جائز قرار دیتے ہیں۔ اور آریہ صاحبان اپنے پرمیشر کو کسی چیز کا خالق و مالک نہیں مانتے۔ بلکہ ذرہ ذرہ کو خدا کا شریک مانتے ہیں۔

نجات

اس کے متعلق فرمایا۔ اسلام دائمی نجات کا وعدہ فرماتا ہے۔ مگر آریہ صاحبان کا پرمیشر کسی کو بھی خواہ وہ اوتار اور دیوتا ہی کیوں نہ ہو دائمی نجات نہیں دے سکتا۔ مولانا موصوف کی تقریر ایسی جامع اور مدلل تھی کہ بعض مخالفین اسلام نے بھی اقرار کیا۔ کہ واقعی مولانا کے دلائل بہت زبردست ہیں۔

تقریر کے ختم ہونے کے بعد اعلان کیا گیا کہ جو صاحب تقریر کے متعلق کوئی سوال کرنا چاہیں۔ انکو وقت دیا جاویگا آریہ سماج کی طرف سے ایک صاحب کھڑے ہوئے اور کہا کہ ہم کل سوال کرینگے۔

شکریہ

ہم انجمن نصرت الاسلام دہرہ دون کے کارکنان خلافت کمیٹی کے حسن انتظام کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اور جملہ ممبران انجمن مذکور کے شکر گزار ہیں۔ اُمید ہے۔ آیندہ بھی وہ مذہبی مناظروں و تقاریر میں دلچسپی لیا کرینگے۔

خاکسار غلام نبی احمدی
سکرٹری انجمن احمدیہ۔ دہرہ دون

دیوبندی میرک شاہ صاحب کی غلط بیانی

مولوی میرک شاہ صاحب ناظم مبلغین دیوبند کی طرف سے ایک عبرت خیز حادثے کے عنوان سے مورخہ ۱۷ مارچ سنہ ۲۴ء کے وکیل میں ایک مضمون چھپا ہے۔ جسمیں مولوی صاحب لکھتے ہیں۔ "ایک عرصہ سے صالح نگر ضلع آگرہ آریوں کی انتہائی جدوجہد کی جولان گاہ بنا ہوا ہے لیکن ہمارے مبلغین کی سعی سے انکو بارہا ہزیمت نصیب ہوئی ...... لیکن ان مسلسل کوششوں کا یہ اثر ہوا تھا۔ کہ ایک شخص کسی طرح سے ارتداد پر آمادہ ہو گیا۔ اور ۱۷ ارفروری کی تاریخ مرتد ہونے کے لئے مقرر ہوئی۔ لیکن اس سے تین چار یوم قبل وہ شخص نمونیہ میں مبتلا ہو گیا...... اور بالآخر ۱۹ ارفروری کو یہ شخص راہی ملک عدم ہوا۔ ہمارے مبلغ کی سعی سے اس شخص نے مرنے سے قبل اپنے ارادے سے توبہ کی۔ اور اسلام قبول کیا۔ تجہیز و تکفین کے بعد ہمارے مبلغ کی تقریر ہوئی۔ جس کا ملکانوں پر نہایت عمیق اثر ہوا۔"

تقریباً عرصہ ایک سال سے احمدی مبلغ اس گاؤں میں کام کر رہے ہیں۔ مختلف اوقات میں۔ میں اس گاؤں میں دورہ کرتا رہتا ہوں۔ کوئی مبلغ دیوبندیوں کا اس علاقے میں میں نے کبھی نہیں دیکھا اب بھی میں صالح نگر سے آرہا ہوں۔ اسوقت بھی دیوبندیوں کا کوئی مبلغ وہاں نہیں ہے۔ شروع سے ان مولویوں کی عادت رہی ہے۔ کہ جب کوئی اہم واقعہ کسی ملکانہ گاؤں میں ہوتا ہے۔ تو جھٹ اسکو اپنے مبلغین کی سعی کا نتیجہ بتاتے ہیں۔

مورخہ ۱۹ ارفروری کو جب وہ ملکانہ مرا۔ تو اس وقت میں خود وہاں موجود تھا۔ نہ ہی وہاں کوئی دیوبندی موجود تھا۔ اور نہ کسی مولوی کی سعی سے اس شخص نے مرنے سے قبل اپنے ارادے سے توبہ کی۔ اور نہ ہی تجہیز و تکفین کے بعد کسی دیوبندی مبلغ کی تقریر ہوئی۔ یہ سب امور مولوی میرک شاہ صاحب کے دماغ کی اختراع ہیں ایسی اخلاقی غلطیوں کا ارتکاب کرنا کم از کم ایک ناظم مبلغین کے لئے سخت معیوب ہے۔

ہم اُمید کرتے ہیں کہ مولوی صاحب آیندہ ایسی فرضی کارروائیوں سے پبلک کو خوش کرنے اور اللہ تعالےٰ کو ناراض کرنے کی کوشش نہیں کرینگے۔

خاکسار:۔ شیخ یوسف علی بی۔ اے
انسپکٹر احمدی مبلغین ضلع آگرہ

علاقہ ارتداد میں آریوں کی درگت

علاقہ ارتداد میں ملکانہ راجپوتوں کے اندر اشدھی کے خلاف سخت جوش پھیل رہا ہے۔ چنانچہ حال میں ضلع آگرہ کے دو مقامات صالح نگر و سورج پورہ سے اطلاع آئی ہے کہ آریہ لوگوں نے خفیہ طور پر اشدھی کی تاریخ باندھی ہوئی تھی۔ مگر جب یہ لوگ اس ناپاک فعل کے ارتکاب کیلئے گئے۔ تو اولاً تو اشدھ ہونیوالوں نے مطالبہ کیا کہ جس روپیہ کا وعدہ ہم سے کیا ہوا ہے۔ وہ لاؤ۔ مگر جب اس وعدہ کا ایفا ہوتا نہ دیکھا۔ تو بگڑ بیٹھے۔ اور آپس میں جوت پیزار تک نوبت پہنچی۔ آریہ پرچارکوں کی اچھی طرح سے گت بنائی گئی۔ جن کو وہاں سے بدحواس ہوکر بھاگنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔ اب سُنا ہے۔ کہ ڈکیتی کا مقدمہ چلانے کی کوشش کرینگے۔ خود لوگوں کو روپیہ کا لالچ دیکر مذہب سے بہکاتے ہیں۔ اور اگر انکی اپنی وعدہ شکنی کی وجہ سے انکار کرتے ہیں۔ تو پولیس اور عدالتوں کے رعب ڈالکر ان کو بیدین

مسلمانوں کی جہالت کے نتائج
اور
دین و دنیا کی رسوائی

عام طور پر اس وقت مسلمانوں کی جو مذہبی اور دینی حالت ہے۔ اور وہ جن گندوں اور برائیوں میں مبتلا ہیں ان کو دیکھکر ہر ایک عقلمند انسان سمجھ سکتا ہے کہ ایک مصلح ربانی کی کس قدر ضرورت ہے۔ مسلمانوں کی تباہی خیز حالت کے متعلق ذیل میں ایک واقعہ درج کیا جاتا ہے۔ جس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ مسلمان حق و صداقت کو چھوڑ کر کیسے خطرناک گڑھے میں گرے ہوئے ہیں اور کس قدر دین و دنیا کا نقصان اٹھا رہے ہیں۔ کاش یہ لوگ حضرت مسیح موعود کو قبول کر کے ان تباہیوں سے نکل آئیں۔

ایک معزز احمدی صاحب لکھتے ہیں۔

جب بندہ احمدی ہوا۔ تو میرے چچا صاحب مخالف سلسلہ عالیہ ہو گئے۔ خاکسار نے بہت کوشش کی۔ کہ وہ بھی احمدی ہو کر غلامی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں آجائیں۔ مگر اپنی بدقسمتی کی وجہ سے دن بدن مخالفت میں ترقی کرتے گئے۔ ان کی اہلیہ میری پھوپھی صاحبہ اسقدر مخالفت پر تلی کہ انہوں نے ایک جوان آدمی جو بالکل جاہل تھا۔ اپنا مرشد بنا لیا۔ اور دن بدن میاں صاحب کر کے اس کو پکارتی۔ اور جب وہ گھر آتا۔ تو ہاتھ باندھ کر اٹھ کھڑی ہوتی۔ اور اس کی طرف پشت دے کر کبھی نہ چلتی تھی۔ اس نے بہت سی عورتیں اپنی مریدنیاں بنائیں اور ان کو تعلیم یہ دیا کرتا تھا۔ کہ دیکھو اپنے خاوندوں سے بڑھ کر میری فرمانبرداری کرو۔ ان کی بات کا انکار کرو تو کرو۔ مگر میری بات کا انکار نہ کرنا۔ وہ ایک کوٹھری میں بیٹھ جایا کرتا۔ اور عورتوں سے کہتا۔ کہ ایک ایک ہو کر مجھ سے سبق سیکھا کرو۔ سحری کے وقت تک مجلس لگائے رکھتا تھا۔ مگر بے غیرتوں کو یہ سب کچھ دیکھ کر ذرا نہ تو غیرت آتی اور نہ خیال آتا۔ کہ کیوں اس نے ہمارے گھر میں ڈیرہ جمایا ہوا ہے۔ ایک تماشا بنا رہتا تھا رفتہ رفتہ اس نے یہ سبق دیا۔ کہ روزے رکھا کریں چنانچہ کچھ دن اسی طرح روزے رکھائے۔ پھر دو روز کا روزہ رکھوانا شروع کیا۔ اور مشہور کیا .... عرش معلیٰ کے قریب تک مرتبہ حاصل کر چکی ہے۔ اور بڑی مقبول ہو گئی ہے۔ پھر تین تین دن کا روزہ رکھوانا شروع کیا۔ اور تیسری شام کو افطار کراتا۔ اور صرف دودھ دیا کرتا اور کچھ نہ دیتا۔ پھر چار روز کا۔ پھر پانچ روز کا۔ غرضکہ ہفتہ ہفتہ کا روزہ رکھوانے لگا۔ ہم بھی دیکھ چھوڑتے۔ کہ کیا بن رہا ہے۔

ہمارے جلسہ سالانہ سے کچھ روز پیشتر یہ صلاح ہوئی۔ کہ بی بی صاحبہ کو چالیس روز کا چلّہ کرائیں چنانچہ باغ میں ایک مکان میں چلّہ کشی شروع کرائی جب تیس دن گذرے۔ تو وہ سخت کمزور ہو گئی۔ اور مرشد کو جو باہر دروازہ پر ڈیرا لگائے بیٹھا رہتا تھا۔ کہا کہ مجھے بہت تکلیف ہے۔ خدا کے واسطے ایک گھونٹ پانی کی اجازت دیدو۔ اس نے کہا آپ کو کیا ہوا۔ یہ تو شیطان آپ کو ورغلانے لگا ہے۔ نفس کو قابو رکھو۔ اس نے کہا میں مر جاونگی۔ اگر نہ دو گے۔ اس نے کہا۔ میں آپ کی محنت برباد نہیں کرانا چاہتا۔ اور نہ پانی دیتا ہوں۔ آخر اس نے شور مچایا۔ اور دوہائی دی۔ اپنی لڑکیاں جو اس جگہ موجود تھیں اور لڑکا بھی موجود تھا۔ ان کو پکارا کہ خدا کے واسطے مجھے پانی کا گھونٹ دو۔ میں چلّہ نہیں کاٹتی۔ اور نہ یہ میرا مرشد ہے۔ نہ میں اس کی مرید ہوں۔ وہ مرشد بولا۔ تم لوگ گھر چلے جاؤ۔ اس کو شیطان بہکا رہا ہے۔ اس کی حالت دیکھکر تمہیں ضرور رحم آجاویگا۔ مگر میں اب ہرگز اسکی محنت ضائع نہ ہونے دونگا۔ ان لڑکیوں نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا۔ کہ میاں صاحب ہماری والدہ کو ایک گھونٹ پانی ضرور دیدو۔ مگر میاں صاحب کب اس کا نقصان کرنے والے تھے۔ ہرگز ایک بھی نہ مانی۔ اور ان سب کو وہاں سے بھجوا دیا۔ وہ روتے چلاتے گھر آگئے۔ پہلے تو دروازہ کھلا تھا۔ پھر اس نے اسی وقت دروازہ بند کر دیا۔ اور جھٹ تالا لگا لیا۔ اندر بیچاری دوہائی مچا رہی تھی۔ اور دروازہ کے ساتھ لگ کر ہاتھ باندھتی تھی۔ اور منتیں کرتی تھی۔ کہ میاں جی خدا کے واسطے پانی دیدو۔ میرا کوئی چلّہ نہیں ہے۔ مگر میاں صاحب کہتے تھے اور زور زور سے کہتے چل ہٹ اپنے مصلے پر بیٹھ جا۔ اور اللہ اللہ کر۔ پانی کا خیال چھوڑ دے۔ پانی چالیس روز کے بعد ملے گا۔ ۱۲ بجے دن کے سے وہ منتیں کر کر کے جب بہت نحیف و کمزور ہو گئی۔ اور سمجھ لیا کہ مجھے پانی اب نہیں ملیگا۔ تو حیران اور پشیمان ہو کر چارپائی پر پیٹ گئی اور رضائی منہ پر لیلی۔ جب صبح ہوئی تو پھر اسکے خاوند نے آکر دروازہ کھولا۔ اور آکر حالت دیکھی۔ تو بہت کمزور تھی۔ مگر ابھی ہوش تھی۔ مرشد نے کہا۔ کہ چارپائی پر پڑی ہے۔ اس سے اتار کر زمین پر چٹائی بچھا کر اس پر لٹا دو۔ چارپائی سے جب اتارنے لگے۔ تو اس نے منت کی۔ کہ خدا کیواسطے مجھے چارپائی پر رہنے دو۔ سوکھ سوکھ کر میری ہڈیاں نکلی ہوئی ہیں۔ میں مر جاونگی اور سخت تکلیف ہو گی۔ خدا کیواسطے مجھے چارپائی پر رہنے دو۔ مگر مرشد کب ماننے والا تھا۔ فوراً اٹھا کر زمین پر دے مارا۔ اور باہر نکل کر دروازہ بند کر کے تالہ لگا لیا۔ وہ بیچاری چپکے چپکے آواز دیتی رہی۔ پیر جی پیر جی خدا کیواسطے ایک گھونٹ پانی دیدو۔ اور میری ہڈیاں زمین پر ٹوٹ گئیں ہیں۔ خدا کیواسطے چارپائی پر ڈال جاؤ۔ مگر مرشد نے ایک نہ مانی اور بال بچہ سب کو گھر بھیجدیا۔ اور کہا اسپر اللہ تعالیٰ نے جو فضل کیا ہوا ہے۔ کہ ایمان مل رہا ہے۔ وہ ملنا ملنا رہ جاویگا۔ خیر سب گھر آگئے جب صبح گئے اور مرشد سے اجازت لیکر دروازہ کھلوایا۔ تو وہ سسک رہی تھی اسوقت دودھ کے چمچ بھر بھر کر ڈالنے لگے۔ مگر اسنے دو یا تین سانس لئے اور راہی ملک عدم ہو گئی۔ مرشد کہنے لگا۔ اسکی موت کا کوئی غم نہ کرنا ادھر اسنے دم دیا ادھر حوروں کی گود میں جا پڑی ہے سب بال بچے نے باغ میں ایک شور رونے کا مچا دیا سب لوگ گاؤں سے نکلکر دوڑے گئے۔ دوسرے روز ایک مولوی یہ حال سنکر افسوس کیواسطے آیا۔ مسجد میں بعد فراغت جمعہ سخت ڈانٹ بتائی اور کہا کیا اسی کا نام جنت ہے اور اسی کا نام ایمان ہے تم لوگ دوزخی ہو۔ اگر میرا اختیار ہو تو معہ مرشد تمہیں جیلخانہ میں پہونچا دوں تم جیلخانہ کے لائق ہو۔ ایک غریب پانی مانگتی مر گئی اور تم نے اسکی حرام موت کر دی۔ غرضکہ عام مخلوق میں انکی سخت رسوائی ہوئی باوجود صاحب اولاد ہونے اور برادری اور تعلقدار و اہل و رشتہ داروں کے کسی نے پانی تک نہ دیا۔ کوئی پاس نہ رہا۔ کہ کروٹ ہی بدلے۔ ہائے افسوس انکی نجات [illegible] بحقیق جہالت کی موت مرینگے۔ یہ بہت مخالف اچھی تھی۔ اور ہر رنگ میں ان کو تبلیغ پہونچائی گئی تھی۔ آخر اس کے ماتم پر لوگ جمع ہو گئے۔ اور ہم بھی وہاں گئے۔ اور اس روز خوب تبلیغ لوگوں نے وہاں سنی۔ اللہ تعالےٰ ان کو ہدایت دیوے۔

مسلمانوں کی جہالت کے نتائج اور دین و دنیا کی رسوائی

عام طور پر اس وقت مسلمانوں کی جو مذہبی اور دینی حالت ہے۔ اور وہ جن گندوں اور برائیوں میں مبتلا ہیں ان کو دیکھکر ہر ایک عقلمند انسان سمجھ سکتا ہے کہ ایک مصلح ربانی کی کس قدر ضرورت ہے۔ مسلمانوں کی تباہی خیز حالت کے متعلق ذیل میں ایک واقعہ درج کیا جاتا ہے۔ جس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ مسلمان حق و صداقت کو چھوڑ کر کیسے خطرناک گڑھے میں گرے ہوئے ہیں اور کس قدر دین و دنیا کا نقصان اٹھا رہے ہیں۔ کاش یہ لوگ حضرت مسیح موعود کو قبول کر کے ان تباہیوں سے نکل آئیں۔ ایک معزز احمدی صاحب لکھتے ہیں۔

جب بندہ احمدی ہوا۔ تو میرے چچا صاحب مخالف سلسلہ عالیہ ہو گئے۔ خاکسار نے بہت کوشش کی۔ کہ وہ بھی احمدی ہو کر غلامی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں آجائیں۔ مگر اپنی بدقسمتی کی وجہ سے دن بدن مخالفت میں ترقی کرتے گئے۔ ان کی اہلیہ میری پھوپھی صاحبہ اسقدر مخالفت پر تلی کہ انہوں نے ایک جوان آدمی جو بالکل جاہل تھا۔ اپنا مرشد بنا لیا۔ اور دن بدن میاں تھا کرکے اس کو پکارتی۔ اور جب وہ گھر آتا۔ تو ہاتھ باندھ کر اٹھ کھڑی ہوتی۔ اور اس کی طرف پشت دے کر بھی نہ چلتی تھی۔ اس نے بہت سی عورتیں اپنی مرید بنائیں اور ان کو تعلیم یہ دیا کرتا تھا۔ کہ دیکھو اپنے خاوندوں سے بڑھ کر میری فرمانبرداری کرو۔ ان کی بات کا انکار ہو تو کر لو۔ مگر میری بات کا انکار نہ کرنا۔ وہ ایک کوٹھری میں بیٹھ جایا کرتا۔ اور عورتوں سے کہتا۔ کہ ایک ایک کر کے مجھ سے سبق سیکھا کرو۔ سحری کے وقت تک مجلس گرم رکھتا تھا۔ مگر بے غیرتوں کو یہ سب کچھ دیکھ کر نہ غیرت آتی اور نہ خیال آتا۔ کہ کیوں اس نے ہمارے گھر میں ڈیرہ جمایا ہوا ہے۔ ایک تماشا بنا رہتا تھا پوچھ

رفتہ رفتہ اس نے یہ سبق دیا۔ کہ روزے رکھا کریں۔ چنانچہ کچھ دن اسی طرح روزے رکھائے۔ پھر دو روز کا روزہ رکھوانا شروع کیا۔ اور مشہور کیا......... عرش معلی کے قریب تک مرتبہ حاصل کر چکی ہے۔ اور بڑی مقبول ہو گئی ہے۔ پھر تین تین دن کا روزہ رکھوانا شروع کیا۔ اور تیسری شام کو افطار کرانا۔ اور صرف دودھ دیا کرتا اور کچھ نہ دیتا۔ پھر چار روز کا۔ پھر پانچ روز کا۔ غرضکہ ہفتہ ہفتہ کا روزہ رکھوانے لگا۔ ہم بھی دیکھ چھوڑتے۔ کہ کیا بن رہا ہے۔

ہمارے جلسہ سالانہ سے کچھ روز پیشتر یہ صلاح ہوئی۔ کہ بی بی صاحبہ کو چالیس روز کا چلہ کرائیں چنانچہ باغ میں ایک مکان میں چلہ کشی شروع کرائی جب تیس دن گذرے۔ تو وہ سخت کمزور ہو گئی۔ اور مرشد کو جو باہر دروازہ پر ڈیرا لگائے بیٹھا رہتا تھا۔ کہا کہ مجھے بہت تکلیف ہے۔ خدا کے واسطے ایک گھونٹ پانی کی اجازت دیدو۔ اس نے کہا آپ کو کیا ہوا۔ یہ تو شیطان آپ کو ورغلانے لگا ہے۔ نفس کو قابو رکھو۔ اس نے کہا میں مرجاونگی۔ اگر نہ دوگے۔ اس نے کہا۔ میں آپ کی محنت برباد نہیں کرانا چاہتا۔ اور نہ پانی دیتا ہوں۔ آخر اس نے شور مچایا۔ اور دوہائی دی۔ اپنی لڑکیاں جو اس جگہ موجود تھیں اور لڑکا بھی موجود تھا۔ ان کو پکارا کہ خدا کے واسطے مجھے پانی کا گھونٹ دو۔ میں چلہ نہیں کاٹتی۔ اور نہ یہ میرا مرشد ہے۔ نہ میں اس کی مرید ہوں۔ وہ مرشد بولا۔ تم لوگ گھر چلے جاؤ۔ اس کو شیطان بہکا رہا ہے۔ اس کی حالت دیکھکر تمہیں ضرور رحم آجاویگا۔ مگر میں اب ہرگز اسکی محنت ضایع نہ ہونے دونگا۔ ان لڑکیوں نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا۔ کہ میاں صاحب ہماری والدہ کو ایک گھونٹ پانی ضرور دیدو۔ مگر میاں صاحب کب اس کا نقصان کرنے والے تھے۔ ہرگز ایک بھی نہ مانی۔ اور ان سب کو وہاں سے بھجوا دیا۔ وہ روتے چلاتے گھر آگئے۔ پہلے تو دروازہ کھلا تھا۔ پھر اس نے اسی وقت دروازہ بند کر دیا اور جھٹ تالا لگا لیا۔ اندر بیچاری دوہائی مچا رہی تھی۔ اور دروازہ کے ساتھ لگ کر ہاتھ باندھتی تھی۔ اور منتیں کرتی تھی۔ کہ میاں جی خدا کے واسطے پانی دیدو۔ میرا کوئی چلہ نہیں ہے۔ مگر میاں صاحب کہتے

تھے اور زور سے کہتے چل ہٹ اپنے مصلے پر بیٹھ جا۔ اور اللہ اللہ کر۔ پانی کا خیال چھوڑ دے۔ پانی چالیس روز کے بعد ملے گا۔ ۱۲ بجے دن کے سے وہ منتیں کر کر کے جب بہت نحیف و کمزور ہو گئی۔ اور سمجھ گئی کہ مجھے پانی اب نہیں ملیگا۔ تو حیران اور پشیمان ہو کر چارپائی پر لیٹ گئی اور رضائی منہ پر لیلی۔ جب صبح ہوئی تو پھر اسکے خاوند نے آکر دروازہ کھولا۔ اور آکر حالت دیکھی۔ تو بہت کمزور تھی۔ مگر ابھی ہوش تھی۔ مرشد نے کہا۔ کہ چارپائی پر پڑی ہے۔ اس سے اتار کر زمین پر چٹائی بچھا کر اسپر لٹا دو۔ چارپائی سے جب اتارنے لگے۔ تو اس نے منت کی۔ کہ خدا کیواسطے مجھے چارپائی پر رہنے دو۔ سوکھ سوکھ کر میری ہڈیاں نکلی ہوئی ہیں۔ میں مرجاونگی اور سخت تکلیف ہوگی۔ خدا کیواسطے مجھے چارپائی پر رہنے دو۔ مگر مرشد کب ماننے والا تھا۔ فوراً اٹھا کر زمین پر دے مارا۔ اور باہر نکل کر دروازہ بند کرکے تالہ لگا لیا۔ وہ بیچاری چپکے چپکے آواز دیتی رہی۔ پیر جی پیر جی خدا کیواسطے ایک گھونٹ پانی دیدو۔ اور میری ہڈیاں زمین پر ٹوٹ گئیں ہیں۔ خدا کیواسطے چارپائی پر ڈال جاؤ۔ مگر مرشد نے ایک نہ مانی اور بال بچہ سب کو گھر بھیج دیا۔ اور کہا امیر اللہ تعالےٰ نے جو فضل کیا ہوا ہے۔ کہ ایمان مل رہا ہے وہ ملنا ملنا رہ جاویگا۔ خیر سب گھر آگئے جب صبح گئے اور مرشد سے اجازت لیکر دروازہ کھولا۔ تو وہ سسک رہی تھی اسوقت دودھ کے چمچ بھر بھر کر ڈالنے لگے۔ مگر اسنے دو یا تین سانس لئے اور راہی ملک عدم ہو گئی۔ مرشد کہنے لگا۔ اسکی موت کا کوئی غم نہ کرنا ادھر اسنے دم دیا ادھر حوروں کی گود میں جا پڑی ہے سب بال بچے نے باغ میں ایک شور رونے کا مچا دیا۔ سب لوگ گاؤں سے نکلکر دوڑے گئے۔ دوسرے روز ایک مولوی بغرض اظہار افسوس کیواسطے آیا۔ مسجد میں بعد فراغت جمعہ سخت ڈانٹ بتائی اور کہا کیا اسی کا نام جنت ہے اور اسی کا نام ایمان ہے تم لوگ دوزخی ہو۔ اگر میرا اختیار ہو تو مع مرشد تمہیں جیلخانہ میں پہونچا دوں تم جیلخانہ کے لایق ہو۔ ایک غریب پانی مانگتی مرگئی اور تم نے اسکی حرام موت کر دی۔ غرضکہ عام مخلوق میں انکی سخت رسوائی ہوئی باوجود صاحب اولاد ہونے اور برادری اور تعلقدار دل بعد رشتہ داروں کے کسی نے پانی تک نہ دیا۔ کوئی پاس نہ رہا۔ کہ کروٹ ہی بدلے۔ ہائے افسوس انکی غفلتوں پر تحقیق جہالت کی موت مرینگے۔ یہ بہت مخالف

مبلغ جرمنی کا خط

حالات سفر

افسوس ہے۔ کہ جناب شیخ غلام فرید صاحب ایم۔ اے۔ مبلغ جرمنی کا یہ خط کسی قدر دیر سے شائع ہو رہا ہے۔ لیکن چونکہ اس کا مطالعہ اب بھی دلچسپی کا باعث ہوگا۔ اس لئے درج کیا جاتا ہے (ایڈیٹر)

محض اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے خاکسار معہ اپنی بیوی اور بچہ کے بخیریت تمام ۱۸ دسمبر کو صبح دس بجے برلن پہنچ گیا۔ اسٹیشن پر مولوی مبارک علی صاحب کو نہ پاکر مجھے کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ کیونکہ میں نے سمجھا۔ کہ جو خدا ہزاروں میلوں سے مجھے یہاں لایا ہے۔ وہ مولوی صاحب کے پاس بھی پہنچا دیگا۔ چنانچہ نصف گھنٹہ کے اندر میں مولوی صاحب کے مکان پر جا پہنچا۔ اور مولوی صاحب کو مل کر بہت خوش ہؤا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک ؂

جہاز کے سفر میں مجھے کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ ہوئی ۱۶ دن کے سفر میں ایک دفعہ بھی مجھے قے نہیں ہوئی۔ جہاز پر مختلف لوگوں سے تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔

ایک پادری سے گفتگو

پادری J. C. Jackman جو بنارس شہر اور ضلع کے پادری ہیں۔ اور جن کے ماتحت ایک سو اور پادری کام کرتے ہیں اتفاقی رخصت پر گھر جا رہے تھے۔ ان سے مختلف مسائل پر گفتگو ہوتی رہی۔ ایک دن عصمت انبیاء پر گفتگو ہوئی۔ کہنے لگے۔ کہ انبیا بھی آخر انسان تھے۔ وہ گناہ کرکے ہمارے لئے عبرت ہو گئے۔ میں نے کہا۔ کہ جب حضرت لوط کے گناہ سے یعقوب نے اور یعقوب کے گناہ سے داؤد نے عبرت نہ پکڑی۔ تو آپ کیسے ان کے گناہوں سے عبرت پکڑیں گے۔ اس کے علاوہ انبیاء تو مخلوق کی ہدایت کے لئے اور رہنمائی کیلئے ان کا اللہ تعالےٰ سے پیوند کرنے آتے ہیں۔ جب وہ ایسے خطرناک گناہ کر سکتے ہیں۔ جن کا ذکر بائیبل میں موجود ہے۔ تو میرے اور آپ جیسے کس شمار میں ہیں۔ بہت دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ پادری صاحب صرف میری باتیں سن رہے تھے۔ اور کبھی کبھی اپنی پہلی بات کو دہرا دیتے تھے۔

الوہیت مسیح پر گفتگو ہوئی۔ تو کہنے لگے۔ اس مسئلہ کو سمجھایا نہیں جا سکتا۔ انسان کے اندر ایک نور داخل ہوتا ہے اس کے ذریعہ سے وہ اس مسئلہ کو سمجھ سکتا ہے۔ میں نے کہا۔ پادری صاحب آپ کو تو وہ نور ملا ہؤا ہے۔ آپ خود اس مسئلہ کو سمجھے ہوئے ہیں۔ مجھے نہیں سمجھا سکتے اور میں بغیر نور اس مسئلہ کو سمجھ نہیں سکتا۔ پھر میں اس مسئلہ پر ایمان کس طرح لاؤں ہنس پڑے۔ میں نے ان کو Mighty signs of the Living God (زندہ خدا کے زندہ نشان) تحفہ شہزادہ ویلز اور Teaching of Islam پڑھنے کو دیں۔ کچھ دنوں کے بعد میں نے پوچھا۔ کہ پادری صاحب حضرت صاحب کے دعاوی کے متعلق کیا رائے ہے۔ کہنے لگے۔ وہ متقی تھے۔ راستباز تھے۔ نیک تھے۔ مگر دعوٰی میں ان کو غلطی لگ گئی۔ میں نے کہا یہ دونوں باتیں متضاد ہیں۔ لیکن بائیبل نے آپ کے لئے

راستہ صاف کر دیا

ہؤا ہے۔ آپ ایک شخص کو راستباز سمجھ کر پھر اسکو جھوٹا بھی کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ راستباز بھی آخر انسان ہی ہوتا ہے۔

کہنے لگے۔ کہ ان کی (حضرت مسیح موعود) کی پیشگوئی نے مجھ پر کوئی اثر نہیں کیا۔ زار کی پیشگوئی کوئی بڑی بات نہ تھی۔ میں نے کہا۔ ایک شخص جس کو سیاست سے کوئی دخل نہ تھا۔ جو پنجاب کے ایک کونہ میں زندگی گذارتا تھا۔ وہ ایک لڑائی کی اسکے وقوع سے ۱۲ برس پہلے پیشگوئی کرتا ہے۔ اور بڑی تحدی سے کرتا ہے۔ کیا یہ معمولی بات تھی۔ اس کو میں نے تفصیل سے بیان کیا خاموش ہو گئے۔

تبلیغی مساعی

زندہ نشان کی ایک کاپی سیکنڈ کلاس کے کامن روم میں تفریح کے وقت پڑھنے کیلئے میں نے رکھ دی۔ میں نے دیکھا۔ کہ وہ پڑھی جاتی رہی۔ دو کاپیاں اور تھیں۔ وہ دو انگریزی کی جگہوں پر دکھی گئیں۔ بنگال کے مشہور J. C. Bose (جزی) کے بھتیجے ڈاکٹر Sir Ajit Mohan Bose جو غالباً خود بھی جزی ہیں۔ ان سے ایک۔ ورکنگ Deck پر ملاقات ہو گئی۔ میرے کوٹ کے بند کالر اور پگڑی کو دیکھکر بہت خوش ہوئے۔ کہنے لگے۔ کہ میں آپ کی پگڑی کو دیکھکر بہت خوش ہؤا ہوں اس کے بعد وہ کئی دفعہ صرف مجھے ملنے کیلئے Deck پر آتے رہے۔ مگر چونکہ وہ فرسٹ کلاس میں تھے۔ اور میں بچہ کی مجبوری کی وجہ سے زیادہ باہر نہیں آسکتا تھا۔ اس لئے ان سے زیادہ نہ مل سکا۔ لیکن جب بھی مجھے ملے پہلا فقرہ ان کا یہی ہوتا تھا۔ کہ میں صرف آپ کو دیکھنے Deck پر آتا ہوں۔ لوگوں سے پوچھتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ وہ صاحب زیادہ اپنے Cabin میں ہی رہتے ہیں ؂

ان کو بھی تحفہ شہزادہ ویلز مطالعہ کیلئے دیا۔ بہت خوش ہوئے۔ جب Brindisi بندرگاہ اٹلی پر اترنے لگے۔ تو ان سے ایک شخص نے سوال کیا۔ آپ لنڈن سے کہاں جائینگے۔ میری طرف اشارہ کرکے کہنے لگے۔ اگر مجھے جرمنی کا Visa مل گیا۔ تو

I shall go to Berlin to pay my reverence to him میں اپنے اس قابل احترام دوست سے۔ . . . . میرا پتہ تو کئی لوگوں نے اپنی نوٹ بکوں پر لکھا۔ مگر یہ پہلے صاحب تھے جنہوں نے نہایت محبت اور اخلاص سے خود مانگ کر میرا پتہ اپنی نوٹ بک پر لکھا۔ اور وعدہ کیا۔ کہ آپ کو خط لکھوں گا۔ ایک پارسی ڈاکٹر H. H. Fazdar جو کہ ڈاکٹری کی تعلیم کے لئے ولایت جا رہے تھے۔ ان کو Ahmad مطالعہ کیلئے دیا۔ اور ایک صاحب عبد الحق نام کاٹھیاوار کے رہنے والے۔ کالج بار کے لئے لنڈن جا رہے تھے۔ میرے ہم سفر تھے۔ مسلمانوں کے سخت دشمن تھے۔ وہ کہتے تھے۔ میں تو سمجھتا ہوں۔ کہ اسلام انسان کو وحشی اور ظالم بنا دیتا ہے۔ اور دنیا میں مسلمان سب سے زیادہ قسی القلب بے رحم اور ظالم ہوتے ہیں۔ میں نے کہا۔ آپ کو غلطی لگی ہے اسلام موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کے اعمال کا ذمہ وار نہیں۔ بے شک موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کے اعمال ایسے ہی ہیں۔ کہ ان کو بے رحم اور ظالم کہا جائے۔ مگر اسلام وہ ہے۔

مبلغ جرمنی کا خط

حالات سفر

افسوس ہے۔ کہ جناب شیخ غلام فرید صاحب ایم۔ اے۔ مبلغ جرمنی کا یہ خط کسی قدر دیر سے شائع ہو رہا ہے۔ لیکن چونکہ اس کا مطالعہ اب بھی دلچسپی کا باعث ہوگا۔ اس لئے درج کیا جاتا ہے (ایڈیٹر)

محض اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے خاکسار مع اپنی بیوی اور بچہ کے بخیریت تمام ۱۸ر دسمبر کو صبح دس بجے برلن پہنچ گیا۔ اسٹیشن پر مولوی مبارک علی صاحب کو نہ پاکر مجھے کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ کیونکہ میں نے سمجھا۔ کہ جو خدا ہزاروں میلوں سے مجھے یہاں لایا ہے۔ وہ مولوی صاحب کے پاس بھی پہونچا دیگا۔ چنانچہ نصف گھنٹہ کے اندر میں مولوی صاحب کے مکان پر جا پہنچا۔ اور مولوی صاحب کو مل کر بہت خوش ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

جہاز کے سفر میں مجھے کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ ہوئی ۱۶ دن کے سفر میں ایک دفعہ بھی مجھے قے نہیں ہوئی۔ جہاز پر مختلف لوگوں سے تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔

ایک پادری سے گفتگو

پادری J. C. Mackenz جو بنارس شہر اور ضلع کے پادری ہیں۔ اور جن کے ماتحت ایک سو اور پادری کام کرتے ہیں اتفاقی رخصت پر گھر جا رہے تھے۔ ان سے مختلف مسائل پر گفتگو ہوتی رہی۔ ایک دن عصمت انبیاء پر گفتگو ہوئی۔ کہنے لگے۔ کہ انبیا بھی آخر انسان تھے۔ وہ گناہ کرکے ہمارے لئے عبرت ہو گئے۔ میں نے کہا۔ کہ جب حضرت لوط کے گناہ سے یعقوب نے اور یعقوب کے گناہ سے داؤد نے عبرت نہ پکڑی۔ تو آپ کیسے ان کے گناہوں سے عبرت پکڑیں گے۔ اس کے علاوہ انبیاء تو مخلوق کی ہدایت کے لئے اور رہنمائی کیلئے ان کا اللہ تعالےٰ سے پیوند کرنے آتے ہیں۔ جب وہ ایسے خطرناک گناہ کر سکتے ہیں۔ جن کا ذکر بائیبل میں موجود ہے۔ تو میرے اور آپ جیسے کس شمار میں ہیں۔ بہت دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ پادری صاحب صرف میری باتیں سن لیتے تھے۔ اور کبھی کبھی اپنی پہلی بات کو دہرا دیتے تھے۔ الوہیت مسیح پر گفتگو ہوئی۔ تو کہنے لگے۔ اس مسئلہ کو سمجھایا نہیں جا سکتا۔ انسان کے اندر ایک نور داخل ہوتا ہے اس کے ذریعہ سے وہ اس مسئلہ کو سمجھ سکتا ہے۔ میں نے کہا۔ پادری صاحب آپ کو تو وہ نور ملا ہوا ہے۔ آپ خود اس مسئلہ کو سمجھے ہوئے ہیں۔ مجھے نہیں سمجھا سکتے اور میں بغیر نور اس مسئلہ کو سمجھ نہیں سکتا۔ پھر میں اس مسئلہ پر ایمان کس طرح لاؤں ہنس پڑے۔ میں نے ان کو Mighty Signs of the Living God. (زندہ خدا کے زندہ نشان) تحفہ شہزادہ ویلز اور Teaching of Islam پڑھنے کو دیں۔ کچھ دنوں کے بعد میں نے پوچھا۔ کہ پادری صاحب حضرت صاحب کے دعاوی کے متعلق کیا رائے ہے کہنے لگے۔ وہ متقی تھے۔ راستباز تھے۔ نیک تھے۔ مگر دعوےٰ میں ان کو غلطی لگ گئی۔ میں نے کہا یہ دونوں باتیں متضاد ہیں۔ لیکن بائیبل نے آپ کے لئے راستہ صاف کر دیا ہوا ہے۔ آپ ایک شخص کو راستباز سمجھ کر پھر اسکو جھوٹا بھی کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ راستباز بھی آخر انسان ہی ہوتا ہے۔

کہنے لگے۔ کہ ان کی (حضرت مسیح موعود) کی پیشگوئی نے مجھ پر کوئی اثر نہیں کیا۔ زار کی پیشگوئی کوئی بڑی بات نہ تھی۔ میں نے کہا۔ ایک شخص جس کو سیاست سے کوئی دخل نہ تھا۔ جو پنجاب کے ایک کونہ میں زندگی گذارتا تھا۔ وہ ایک لڑائی کی اسکے وقوع سے ۱۲ برس پہلے پیشگوئی کرتا ہے۔ اور بڑی تحدی سے کرتا ہے۔ کیا یہ معمولی بات تھی۔ اس کو میں نے تفصیل سے بیان کیا خاموش ہو گئے۔

تبلیغی مساعی

زندہ نشان کی ایک کاپی سیکنڈ کلاس کے کامن روم میں تفریح کے وقت پڑھنے کیلئے میں نے رکھ دی۔ میں نے دیکھا۔ کہ وہ پڑھی جاتی رہی۔ دو کاپیاں اور تھیں۔ وہ دو انگریزی کی جگہوں پر رکھی گئیں۔ بنگال کے مشہور Sir ڈاکٹر J. C. Bose کے بھتیجے Ajit Mohan Bose جو غالباً خود بھی Sir ہیں۔ ان سے ایک روز Deck پر ملاقات ہو گئی۔ میرے کوٹ کے بند کالر اور پگڑی کو دیکھکر بہت خوش ہوئے۔ کہنے لگے۔ کہ میں آپ کی پگڑی کو دیکھکر بہت خوش ہوا ہوں اس کے بعد وہ کئی دفعہ صرف مجھے ملنے کیلئے Deck پر آتے رہے۔ مگر چونکہ وہ فرسٹ کلاس میں تھے۔ اور میں بچہ کی مجبوری کی وجہ سے زیادہ باہر نہیں آسکتا تھا۔ اس لئے ان سے زیادہ نہ مل سکا۔ لیکن جب بھی مجھے ملتے پہلا فقرہ ان کا یہی ہوتا تھا۔ کہ میں صرف آپ کو دیکھنے Deck پر آتا ہوں۔ لوگوں سے پوچھتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ وہ صاحب زیادہ اپنے Cabin میں ہی رہتے ہیں۔

ان کو بھی تحفہ شہزادہ ویلز مطالعہ کیلئے دیا۔ بہت خوش ہوئے۔ جب Brindisi بندرگاہ اٹلی پر اترنے لگے۔ تو ان سے ایک شخص نے سوال کیا۔ آپ لنڈن سے کہاں جائینگے۔ میری طرف اشارہ کرکے کہنے لگے۔ اگر مجھے جرمنی کا visa مل گیا۔ تو I shall go to Berlin to pay my reverence to him میں اپنے اس قابل احترام دوست سے .... ۔ میرا پتہ تو کئی لوگوں نے اپنی نوٹ بکوں پر لکھا۔ مگر یہ پہلے صاحب تھے جنہوں نے نہایت محبت اور اخلاص سے خود مانگ کر میرا پتہ اپنی نوٹ بک پر لکھا۔ اور وعدہ کیا۔ کہ آپ کو خط لکھوں گا۔ ایک پارسی ڈاکٹر H. H. Fozdar جو کہ ڈاکٹری کی تعلیم کے لئے ولایت جا رہے تھے۔ ان کو Ahmad مطالعہ کیلئے دیا۔ اور ایک صاحب چک نام کاٹھیاوار کے رہنے والے۔ کلاد بار کے لئے لنڈن جا رہے تھے۔ میرے ہم سفر تھے۔ مسلمانوں کے سخت دشمن تھے۔ وہ کہتے تھے۔ میں تو سمجھتا ہوں۔ کہ اسلام انسان کو وحشی اور ظالم بنا دیتا ہے۔ اور دنیا میں مسلمان سب سے زیادہ قسی القلب بے رحم اور ظالم ہوتے ہیں۔ میں نے کہا۔ آپ کو غلطی لگی ہے اسلام موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کے اعمال کا ذمہ دار نہیں۔ بے شک موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کے اعمال ایسے ہی ہیں کہ ان کو بے رحم اور ظالم کہا جائے۔ مگر اسلام وہ ہے

جو قرآن اور نبی کریم صلعم کا عمل ہے۔ پھر میں نے اسکو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا مضمون اسلام اور دیگر مذاہب دیا پڑھ کر کہنے لگے۔ کہ اس اسلام اور مسلمانوں کے اسلام میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ میں نے کہا کہ موجودہ زمانہ کے مسلمان اسلام سے اتنے ہی دُور ہیں۔ جتنے آپ ہیں۔ اسلام جتنی ہمدردی سکھلاتا ہے۔ اور کوئی مذہب نہیں سکھلاتا۔ مجھے جب قادیان سے تبلیغ کے لئے رخصت کیا گیا۔ تو میرے امام نے جو نصائح مجھے کیں۔ ان میں سے ایک بڑی نصیحت یہ تھی کہ مبلغ کو ہر ایک کا ہمدرد ہونا چاہیئے۔ ہم تو ظالم سے بھی ہمدردی کرتے ہیں کہ وہ ظلم کر کے اپنی روحانیت برباد کرلیتا ہے۔ مظلوم کا تو کیا کہنا ہے۔

شلوار اور پگڑی پر نظریں

اٹلی کی پہلی بندرگاہ برنڈزی پر جہاز دو گھنٹے کے لئے ٹھہرا میں شلوار اور پگڑی پہنے ہوئے شہر میں سیر کرنے گیا۔ جس طرف جاتا تھا۔ لوگوں کی نظریں میری طرف اٹھی تھیں۔ اٹلی کی دوسری بندرگاہ وینس پر توجہ ہی ہوگئی اسٹیشن پر میرے لباس اور میری بیوی کو پردہ میں دیکھ کر بہت سے لوگ جمع ہوگئے۔ اور ہمارے اردگرد حلقہ بنالیا۔ بعض ان میں سے ہمیں دیکھ کر ہنستے تھے میں ان کی طرف دیکھ کر ہنستا تھا۔ پادری جیکس ایک دن مجھے کہنے لگے۔ کہ جہاز کے انگریز مجھ سے پوچھتے ہیں۔ جس طرح یہ اپنی بیوی کو پردہ میں رکھتا ہے۔ کیا یورپ میں اسی پردہ کا وعظ کرے گا۔ یورپ کی عورتیں تو اس پردہ میں نہیں رہ سکتیں۔ میں نے کہا کہ یورپ کے خدا کا حکم ہے کہ عورتیں پردہ کریں۔ میرا کام خدا کی باتوں کو ان تک پہنچانا ہے۔ آگے ان کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔

لباس کے متعلق گفتگو

وینس کے سٹیشن پر جب ریل میں سوار ہوا۔ تو دو آدمی میرے پاس آئے۔ ایک ان میں سے تھوڑی سی انگریزی جانتا تھا۔ دوسرے نے اپنے ساتھی کے ذریعہ مجھ سے پوچھا کہ آپ یہ لباس کیوں پہنے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا۔ اس لئے کہ یہ میرے ملک اور قوم کا لباس ہے کہنے لگا کہ آپ ہم جیسا لباس کیوں نہیں پہنتے۔ میں نے کہا۔ اس لئے کہ آپ مجھ جیسا لباس نہیں پہنتے۔ آپ کو اپنا لباس پسند ہے۔ مجھے اپنا لباس پسند ہے۔ اٹلی سے لے کر جرمنی تک ریل کا سفر جس میں بہت کم لوگ انگریزی دان ہوتے ہیں۔ کس آرام اور سہولت سے طے ہوا۔ اور کس طرح ہر موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے میری مدد کی اتنی لمبی کہانی ہے کہ میں انکو اختصار سے بھی بیان نہیں کرسکتا۔

رؤیا

میرے سارے سفر میں سب سے زیادہ مجھے خوش کرنے والی بات یہ تھی۔ کہ جب بمبئی سے چھ دن کے سمندر کے سفر کے بعد عدن کے پہاڑ نظر آئے۔ تو دل میں دعا کے لئے جوش اٹھا۔ اسلام کی ترقی کے لئے دعا کی۔ اسی رات میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں قیصر جرمن کا داماد ہوں۔ میری موجودہ بیوی اس کی لڑکی ہے۔ اپنے نواسے یعنی میرے بچے مبارک احمد کے مسلمان ہونے پر قیصر بڑا افسوس کررہا ہے۔ جب میری آنکھ کھلی۔ سحری کا وقت تھا۔ قیصر کے الفاظ مجھے یاد تھے۔ میں نے ان کو دہرایا۔ چاہا کہ ان کو اپنی کاپی پر نقل کرلوں۔ لیکن غلطی کی جو اپنے حافظہ پر اعتبار کیا۔ صبح اٹھا۔ الفاظ بھول چکے تھے۔ مطلب یاد تھا جو میں نے تحریر کردیا ہے۔ خواب کے بعد جب میری آنکھ کھلی تو میری طبیعت میں غیر معمولی خوشی تھی۔ میں نے اس رؤیا کو ایک بہت بڑی خوشخبری سمجھا۔

پگڑی کی عزت

میں اس بات کا خیال کر کے بہت حیران ہوتا ہوں۔ کہ یورپ میں آکر لوگ اپنا لباس چھوڑ دیتے ہیں۔ اور coat اور necktie کا استعمال شروع کر دیتے ہیں۔ پگڑی کو کہیں بھی نفرت اور ذلت سے نہیں دیکھا جاتا۔ میں آج تک پگڑی پہنتا ہوں بیشک تعجب سے اسکو لوگ دیکھتے ہیں۔ کیونکہ اس کے دیکھنے کے عادی نہیں ہیں لیکن اس تعجب کے ساتھ نفرت کی بجائے عزت کی ملاوٹ ہوتی ہے۔ جرمنی کی حالت پچھلے دو مہینوں کی نسبت بہت بدلی ہوئی ہے۔ جو چیز آج سے دو مہینے پہلے ایک روپیہ میں آتی تھی۔ وہ اب دس روپیہ میں آتی ہے۔ ہندوستان کی نسبت اب یہاں ہر ایک چیز گراں ہے۔ والسلام خاکسار غلام فرید ایم اے از برلن

غیر احمدیوں کا خلیفہ

۴ مارچ ۱۹۲۴ء کو ریوٹر نے اکناف عالم میں تار پہنچایا۔ کہ مجلس ملیہ انگورہ نے خلیفہ ترکی کو محل سے طلب کر کے کہا کہ تخت پر بیٹھ جائیے۔ جب وہ تخت پر بیٹھ گیا۔ تو حکم معزولی سنایا گیا۔ اور اس سے کہا گیا تخت پر سے اتر جاؤ۔ جب وہ اترا تو سرحد کی طرف روانہ کیا گیا۔ تار میں یہ بھی ذکر ہے۔ کہ خلیفہ باچشم گریاں روانہ ہوگیا۔

میرے دل پر اس تار کا بہت بڑا اثر پڑا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ میں ساتویں ہزار میں آیا ہوں۔ اور میں اس ساتویں ہزار کا آدم ہوں قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔ انّ مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل اٰدم خلقہ من تراب ثمّ قال لہ کن فیکون ط حضرت عیسیٰ علیہ السلام مثل آدم کے تھے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ مثیل عیسےٰ میں صفات آدم نہ ہوں۔

آدم کو جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ انّی جاعلٌ فی الارض خلیفۃ۔ اسوقت بھی دنیا میں سوائے آدم کی اس خلافت کے اور کوئی خلافت نہ تھی۔ اور آج بھی چونکہ مسیح موعود عند اللہ کمثل اٰدم تھا۔ اس لئے خدا نے عجیب در عجیب راہوں سے مزعومہ اور خود ساختہ خلافتوں کو صفحہ دنیا سے حرف غلط کی طرح مٹا دیا۔ اور صرف وہی ایک خلافت قائم رکھی۔ جو حق تھی۔ کیا کوئی اہل دل اس نکتہ پر غور کریگا۔ خاکسار:۔ محمد عمر بی۔ ایم۔ ایس۔ بریٹی

الفضل کی قیمت منیجر الفضل قادیان کو بھیجی جائے

تمام خریداران الفضل کو یہ وقت کر لینا چاہئے کہ الفضل کا حساب کتاب منیجر کے متعلق ہو۔ اسلئے وہ ترسیل زر بذریعہ منی آرڈر منیجر الفضل قادیان کے پتہ پر کیا کریں۔ اور کسی کا نام منی آرڈر پر نہ لکھا کریں۔ نہ منیجر کا نہ ایڈیٹر کا بغیر اسکے تعمیل ارشاد میں دیر ہوتی ہے۔ اور بعض اوقات حساب میں غلطی ہو جاتی ہے

منیجر الفضل قادیان

مغربی افریقہ میں تبلیغ اسلام

اسیام میں دوسری احمدیہ کانفرنس

(نوشتہ مولوی فضل الرحمن صاحب حکیم)

اسیام میں جلسہ ۹-۱۰-۱۱ جنوری ۱۹۲۴ء کو دوسری ششماہی احمدیہ کانفرنس قائم کی گئی۔ جملہ امرائے جماعت کے علاوہ ایک صد کے قریب دیگر احباب بھی شامل جلسہ تھے۔

مارکیٹ میں لیکچر ۹ جنوری کو چونکہ احباب متوقع تعداد میں نہیں پہنچے تھے۔ لہذا کانفرنس کی باقاعدہ کارروائی شروع کرنے کی بجائے احباب کا انتظار کر لینا مناسب سمجھا۔ اور مومنین کے گرامی اوقات کو عمدہ طریق پر خرچ کرنے واعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے عام بازار میں کھلی ہوا کا لیکچر دیا گیا۔ جس میں اہل دیہ کے مسیحی و بُت پرست ایک صد کے قریب حاضر تھے۔ گاؤں کا امیر جو ایک روشن خیال تعلیم یافتہ مسیحی ہے۔ بیماری سے معذور ہونے کے باعث لیکچر میں نہ آسکا۔ لیکن شام کے وقت ان کے مکان پر جا کر انہیں کھلے کھلے طور پر تبلیغ کی گئی۔ تحفہ شہزادہ ویلز انگریزی انہیں پڑھنے کے لئے دیا گیا۔ انہوں نے نہایت اخلاص سے مزید غور کرنے کا وعدہ کیا۔ اللہ تعالیٰ ہدایت بخشے۔ کہ وہی ہادی و راہنما ہے۔

کانفرنس کا پہلا دن آج صبح سے لے کر ۹ بجے تک احباب سے ملاقاتیں اور متفرق مسائل و استفسارات کے جوابات ہوتے رہے۔ دس بجے اصل کارروائی جلسہ شروع کی گئی جماعت کی روحانی ترقی کے ذرائع پنج بنائے اسلام کی مفصل تشریح۔ مخالفین کے اعتراضات کے جوابات اور سلسلہ کی صداقت کے دلائل پر مختلف طریق سے بحث کی گئی۔ دس بجے رات جلسہ ختم ہوا۔ بیچ میں صرف نمازوں کے اوقات میں وقفہ ہوا۔ جو ظہر و عصر اور مغرب عشا جمع کر کے ادا کی گئیں۔ دس بجے سے ۱۲ بجے رات تک پھر ملاقاتیں اور استفسارات کی تشریح کی جاتی رہی۔

کانفرنس کا دوسرا دن آج کا پہلا اجلاس ۸ بجے صبح شروع ہو کر ایک بجے بعد دوپہر ختم ہوا۔ کچھ عرصہ ہوا کہ احباب نے درخواست کی تھی۔ کہ ساحل سمندر سے مشن کا مرکز اندرون ملک میں تبدیل کر دیا جاوے۔ اس کے متعلق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح نے بھی احباب کی درخواست پر اجازت فرما دی تھی۔ مگر بعد میں دوستوں نے مزید غور کرنے کے بعد فیصلہ کیا کہ ساحل سے مرکز مشن کو تبدیل کرنا ایسا مفید نہ ہوگا۔ جیسا کہ پہلے خیال کیا گیا تھا۔ لہذا بجائے مرکز کو سالٹ پانڈ سے باہر لے جانے کے وہیں رکھا جاوے۔ اور اللہ تعالیٰ کو بھی شاید ایسا ہی پسند تھا۔ کیونکہ پہلے فیصلہ کے بعد ہم نے جو مکان کرایہ پر لینا پسند کر کے اور جس کی تکمیل عمارت کے لئے کچھ روپیہ بھی مالک مکان کو پیشگی دے دیا تھا۔ وہ شخص مکان غیر مکمل ہی چھوڑ کر مر گیا۔ اور اس کے وارثوں نے ایسی شرائط ہمارے سامنے رکھ دیں۔ کہ اس مکان کا لینا ہمارے لئے مشکل ہو گیا۔ دوسرا کوئی مناسب مکان موضع مذکور میں تھا نہیں۔ اور اپنا مکان بنانے کی جماعت میں ابھی طاقت نہیں۔ گو اس کے لئے زمین تو خرید لی گئی تھی۔ مگر عمارات کے اخراجات بہت زیادہ ہیں۔ اس لئے پہلے اجلاس میں تو اسی معاملہ پر بحث ہوتی رہی۔ اور دوستوں نے آپس کے مشورہ سے یہ درخواست مجھے دی۔ کہ وہ اپنی پہلی درخواست متعلقہ تبدیلی مرکز واپس لیتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ مرکز مشن سالٹ پانڈ ہی رہے۔ ایک بجے یہ اجلاس کھانے اور نماز جمعہ کے لئے برخواست ہوا۔

خطبہ جمعہ خطبہ جمعہ میں گناہ کا باعث اور اسکے ارتکاب کی جرأت کس طرح ہوتی ہے۔ اور اسکے ازالہ اور اس سے بچنے کا علاج حضرت مسیح موعود کی تحریرات مبارکہ سے اخذ کر کے بیان کیا گیا۔

دوسرا اجلاس ۳ بجے بعد دوپہر شروع کیا گیا جسمیں مالی معاملات پر بحث کی گئی۔ اور مشن کی ضرورت کیلئے موٹر لاری خریدنے کیلئے جو خاص چندہ کیا گیا تھا وصول شدہ رقوم کی تفصیل بتائی گئی۔ اور جن جماعتوں کے نام بقایا ہے۔ ان سے بقایا وصول کرنے کی غرض سے وفد مقرر کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ ۵ بجے شام یہ جلسہ ختم ہوا۔

جماعت کا فوٹو حضرت مولوی عبید اللہ صاحب شہید نے تحریر فرمایا تھا کہ سینٹ ہیری کے احباب چیف مہدی اور دیگر جماعتوں کا فوٹو دیکھنے کے بہت مشتاق ہیں۔ لہذا ان کی خاطر اس جلسہ کے موقع پر جماعت کا فوٹو لیا گیا۔ مگر افسوس کہ ابھی فوٹو مکمل بھی نہ ہونے پایا تھا کہ ان کی شہادت کی خبر الفضل میں آگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مشن کی موٹر لاری مشن کی بڑھتی ہوئی ضروریات اور تبلیغی سفروں میں مزید خرچ سے بچنے کی غرض سے احباب کی توجہ خاص طور پر اس طرف مبذول ہو رہی تھی کہ جلد سے جلد موٹر لاری خریدی جاوے۔ مگر نقص کی وجہ سے ہمارے دوست دور دور نکل گئے تھے۔ اور مطلوبہ چندہ ۳۵۰ پونڈ پورا نہ ہو سکا تھا۔ اس لئے مناسب سمجھا گیا کہ کمپنی کے ساتھ بقیہ رقم باقساط ادا کرنے کا انتظام کر کے موٹر لاری خرید لی جائے۔

ایکرا میں دوسری بار ۱۶ جنوری ۱۹۲۴ء کو یہاں سے روانہ ہو کر ۱۰ بجے شب خاکسار ایکرا میں پہنچا۔ یہ دوسری دفعہ ہے۔ کہ میں ایکرا میں گیا۔ اب کی دفعہ بجائے میسرز دیالداس اینڈ سن کے میسرز چوہڑ مل مولچند کے پاس قیام کیا گیا۔ کیونکہ انہوں نے کہا تھا کہ پہلی دفعہ میں اول الذکر اصحاب کے پاس رہ چکا ہوں۔ لہذا اب کی دفعہ ان کے پاس رہوں۔ مجھے چھ دن وہاں قیام کرنا پڑا۔ اس عرصہ میں ہر ممکن طریق سے انہوں نے میزبانی کا حق ادا کیا۔ اور حب الوطنی کا پورا پورا ثبوت دیا۔

ابنائے وطن کو تبلیغ

اس کارخانہ میں ایک صاحب تازہ ہی ہندوستان سے آئے تھے۔ ابھی سوراجیہ اور راجپوتانہ کی شدھی کا جوش ان کے دل میں تازہ تھا۔ لہذا پردیس میں بیٹھکر بھی اپنے دیس والوں کو کلمہ حق سنانے کی توفیق اللہ نے بخشی۔ حضرت نانک علیہ الرحمۃ کے اسلام اواگون کی منوبت۔ اور کرشن قادیانی علیہ السلام کی صداقت غریب ملکانوں کے اوپر ہندوؤں کے مظالم۔ حضرت اورنگ زیب ایسے نیک دل انسان پر گندے گندے الزامات اور بالآخر سرکار انگلشیہ کی خیرخواہی دغیرہ وغیرہ سوالات پر گفتگو رہی۔ اور جو بھی چند منٹ گھر میں بیٹھنے کے ملے۔ بس یہی مشغلہ رہتا اور ہندوستان کے تبلیغی میدانوں کا پورا پورا نقشہ سامنے آجاتا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک ؛

اب کی دفعہ مسلمان کہلانے والوں کو بھی (جو اکثر عربی بولتے ہیں) حضرت مہدی علیہ السلام کی آمد کی خبر دینے کی اچھی توفیق ملی۔ میں نے ایک ایکرا کے نائب الامام کی معرفت ان کی جماعت کو پیغام بھیجا کہ میں سالٹ پانڈ میں عربی و انگریزی کا سکول کھولنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ وہ بھی اپنے بچوں کو بھیجیں۔ انہوں نے نہایت دیانتداری سے یہ پیغام لوگوں تک پہونچا دیا۔ مگر یہ لوگ عجب تاریکی پسند ہیں۔ ان نائب الامام کا نام محمد عباس ہے۔ اور یہی صاحب ہیں جنہوں نے ہماری بعض جماعتوں کو حق سے برگشتہ کرنے کی ناکام کوشش میں خطوط لکھے تھے۔ مگر میں نے ان کو اس خط وکتابت کا پتہ نہیں دیا۔ کہ مجھے اس کا علم ہے۔ اور ایک طریق سے انکی زبان سے ہی ان کے خطوط کا مضمون دہرواکر ان کے مفصل جوابات دے کر باطل کا سر کچل دیا۔ جس پر انہوں نے کہا۔ کہ پھر کسی شیطان نے ان کو جھوٹی خبریں پہنچائیں۔" اور کہا کہ ان کی تسلی ہو گئی ہے۔"

ایکرا میں لیکچر کی کوشش

گو میں کسی لیکچر وغیرہ کے لئے تیاری کر کے یا کتابیں ساتھ لے کر ایکرا نہیں گیا تھا۔ کیونکہ میرا خیال تھا۔ کہ ایک دن میں موٹر لاری خرید کر واپس آجاؤنگا۔ مگر لاری کے تیار نہ ہونے کے باعث چھ دن تک وہاں انتظار کرنا پڑا۔ اس عرصہ میں میں نے وہاں کی (Nationa Conmitee) کے پریذیڈنٹ سے ملاقات کر کے وہاں لیکچر دینے کی کوشش کی۔ مگر افسوس کہ انتظام نہ ہو سکا۔ بات اصل میں یہ ہے۔ کہ یہاں کے غیر احمدی لوگوں کے غیر مشروع حرکات سے مہذب دنیا (جو اپنے آپ کو مہذب کہتی ہے۔) کے دل اسلام سے نفرت کر گئے ہیں۔ اور جس طرح یورپ و امریکہ میں اسلام کا اندازہ ترکوں کے حالات سے لگایا جاتا ہے۔ اسی طرح یہاں کے لوگ ان غیر احمدیوں پر اسلام کو قیاس کرتے ہیں۔ پس صرف یورپ و امریکہ میں ہی اسلام کی اشاعت کی ضرورت نہیں۔ بلکہ افریقہ کے میدانوں میں بھی ایسے مریض پڑے ہیں۔ جن کے لئے طبیب درکار ہیں۔ بلکہ ان لوگوں کی مرض جہالت کے ساتھ مل جانے کے باعث زیادہ مہلک ہو گئی ہے۔ یورپ و امریکہ کے لوگ تو لیکچروں میں آبھی جاتے ہیں۔ کیونکہ علمی ملک ہیں۔ اور ان کے باشندوں کے دلوں میں ہمیشہ نئی بات کے معلوم کرنے کا شوق رہتا ہے۔ مگر یہاں وہ بات نہ ہونے کے باعث لوگ لیکچر بھی نہیں سنتے۔ پس ضرورت ہے۔ کہ کثرت کے ساتھ لٹریچر کی اشاعت کیجاوے۔ اور اپنا ایک پریس لیکر چھوٹے چھوٹے رسالے بارش کی طرح ان لوگوں پر برسائے جاویں ؛

چھ نئے احمدی

ایام زیر رپورٹ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۶ مرد و زن داخل سلسلہ ہو کر سیدنا محمود کی غلامی میں داخل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ استقامت بخشے۔ ان میں ایک غیر احمدی تھا۔ اور ایک عیسائی۔ باقی بت پرست۔ اسلامی نام حسب ذیل ہیں (۱) موسیٰ (۲) حکیم (۳) عائشہ (۴) زینب (۵) عباس (۶) حوا ؛

ڈاک

جنوری سنہ ۱۹۲۴ء میں ۹۷ خطوط وصول ہوئے۔ اور ۸۰ خطوط باہر گئے۔ اکثر ان میں سے استفسارات دینی کے جوابات پر مشتمل تھے۔ لٹریچر بھی جو میسر آیا متلاشیان حق کے نام بھیجا گیا۔ اللہ تعالیٰ مفید نتائج پیدا کرے ؛

مبلغین علاقہ ارتداد

مندرجہ ذیل احباب متفرق اوقات میں تبلیغ کیواسطے میدان ارتداد میں تشریف لیگئے ہیں ؛

(۱) میاں عبدالحمید صاحب شملہ ۲۴ ۱۲/۲۳ تاریخ روانگی
(۲) محمد عبداللہ صاحب سگنیلر ہیڈ وائرلیس کنسٹرکشن گوجرانوالہ ۲۰ ۱۲/۲۳
(۳) میاں عمرالدین صاحب میانی۔ لاہور ۸ ۱/۲۴
(۴) چوہدری انار خان صاحب ۱۵ ۱۲/۲۳
(۵) میاں فضل الدین صاحب ہیڈ ماسٹر راولپنڈی ۱۵ ۱۲/۲۳
(۶) حوالدار غلام حسین صاحب سرگودہا ″
(۷) حافظ ملک محمد صاحب بھیانہ ″
(۸) بابو حشمت اللہ صاحب جگادری ۸ ۱۲/۲۳
(۹) منشی فرزند علی خانصاحب ہیڈ اسسٹنٹ راولپنڈی ۸ ۱/۲۴
(۱۰) محمد حسن صاحب شملوی ۱۴ ۱/۲۴
(۱۱) میاں محمد امیر صاحب فیروزپور ۱۳ ۱/۲۴
(۱۲) قریشی محمد اسماعیل صاحب فیروزپور ″
(۱۳) منشی عبدالمجید صاحب پشاور ۱۵ ۱/۲۴
(۱۴) چوہدری بدرالدین صاحب قادیان ۱۴ ۱/۲۴
(۱۵) صوفی علی احمد صاحب جاگیردار رجادلی انبالہ ۲۵ ۱/۲۴
(۱۶) ڈاکٹر محمد حسن خانصاحب شملہ ۲۲ ۱/۲۴
(۱۷) ڈاکٹر اعظم علی خانصاحب۔ گوجرانوالہ ۲۳ ۱/۲۴
(۱۸) مولوی غلام نبی صاحب سعد اللہ پور گجرات ۲۹ ۱/۲۴
(۱۹) میاں محمد امیر صاحب بھبودی ۲۴ ۱/۲۴
(۲۰) ڈاکٹر محمد حسن صاحب ″
(۲۱) ایچ۔ ایم۔ مرغوب اللہ صاحب ۴ ۱/۲۴
(۲۲) منشی گلاب خاں صاحب ۲۹ ۱/۲۴
(۲۳) عبدالغنی صاحب گوکھووال۔ گورداسپور ۴ ۲/۲۴
(۲۴) میاں نذیر احمد صاحب دہلی ۹ ۲/۲۴
(۲۵) شیخ فضل کریم صاحب دہلی ۱۰ ۲/۲۴
(۲۶) جیون خانصاحب۔ کنگڑہ وعہ ۱۵ ۲/۲۴
(۲۷) ملک عزیز محمد صاحب پلیڈر ڈیرہ غازیخاں ۲۲ ۲/۲۴
(۲۸) چوہدری عبدالغنی صاحب دسوہا ہوشیارپور ۱۵ ۲/۲۴
(۲۹) مولوی عبداللہ صاحب سنور۔ پٹیالہ ۲۴ ۲/۲۴

ابنائے وطن کو تبلیغ

اس کارخانہ میں ایک صاحب تازہ ہی ہندوستان سے آئے تھے۔ ابھی سوراجیہ اور راجپوتانہ کی شدھی کا جوش ان کے دل میں تازہ تھا۔ لہذا پردیس میں بیٹھکر بھی اپنے دیس والوں کو کلمہ حق سنانے کی توفیق اللہ نے بخشی۔ حضرت نانک علیہ الرحمۃ کے اسلام اواگون کی لغویت۔ اور کرشن قادیانی علیہ السلام کی صداقت غریب مسلمانوں کے اوپر ہندوؤں کے مظالم۔ حضرت اورنگ زیب ایسے نیک دل انسان پر گندے گندے الزامات اور بالآخر سرکار انگلشیہ کی خیر خواہی وغیرہ وغیرہ سوالات پر گفتگو رہی۔ اور جو بھی چند منٹ گھر میں بیٹھنے کے ملے۔ بس یہی شغلہ رہتا اور ہندوستان کے تبلیغی میدانوں کا پورا پورا نقشہ سامنے آجاتا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک ؎

اب کی دفعہ مسلمان کہلانے والوں کو بھی (جو اکثر عربی بولتے ہیں) حضرت مہدی علیہ السلام کی آمد کی خبر دینے کی اچھی توفیق ملی۔ میں نے ایک ایکرا کے نائب الامام کی معرفت ان کی جماعت کو پیغام بھیجا کہ میں سالٹ پانڈ میں عربی و انگریزی کا سکول کھولنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ وہ بھی اپنے بچوں کو بھیجیں۔ انہوں نے نہایت دیانتداری سے یہ پیغام لوگوں تک پہونچا دیا۔ مگر یہ لوگ عجب تاریکی پسند ہیں۔ ان نائب الامام کا نام محمد عباس ہے۔ اور یہی صاحب ہیں جنہوں نے ہماری بعض جماعتوں کو حق سے برگشتہ کرنے کی ناکام کوشش میں خطوط لکھے تھے۔ مگر میں نے ان کو اس خط وکتابت کا پتہ نہیں دیا۔ کہ مجھے اس کا علم ہے۔ اور ایک طریق سے انکی زبان سے ہی ان کے خطوط کا مضمون دہروا کر ان کے مفصل جوابات دے کر باطل کا سر کچل دیا۔ جس پر انہوں نے کہا۔ کہ پھر "کسی شیطان نے ان کو جھوٹی خبریں پہنچائیں" اور کہا کہ ان کی تسلی ہو گئی ہے ؎

ایکرا میں لیکچر کی کوشش

گو میں کسی لیکچر وغیرہ کے لئے تیاری کر کے یا کتابیں ساتھ لے کر ایکرا نہیں گیا تھا۔ کیونکہ میرا خیال تھا۔ کہ ایک دن میں موٹر لاری خرید کر واپس آجاؤنگا۔ مگر لاری کے تیار نہ ہونے کے باعث چھ دن تک وہاں انتظار کرنا پڑا۔ اس عرصہ میں میں نے وہاں کی (Nationalist Movement) کے پریذیڈنٹ سے ملاقات کر کے وہاں لیکچر دینے کی کوشش کی۔ مگر افسوس کہ انتظام نہ ہوسکا۔ بات اصل میں یہ ہے۔ کہ یہاں کے غیر احمدی لوگوں کے غیر شروع حرکات سے مہذب دنیا (جو اپنے آپ کو مہذب کہتی ہے۔) کے دل اسلام سے نفرت کر گئے ہیں۔ اور جس طرح یورپ و امریکہ میں اسلام کا اندازہ ترکوں کے حالات سے لگایا جاتا ہے۔ اسی طرح یہاں کے لوگ ان غیر احمدیوں پر اسلام کو قیاس کرتے ہیں۔ پس صرف یورپ و امریکہ میں ہی اسلام کی اشاعت کی ضرورت نہیں۔ بلکہ افریقہ کے میدانوں میں بھی ایسے مریض پڑے ہیں۔ جن کے لئے طبیب درکار ہیں۔ بلکہ ان لوگوں کی مرض جہالت کے ساتھ مل جانے کے باعث زیادہ مہلک ہو گئی ہے۔ یورپ و امریکہ کے لوگ تو لیکچروں میں آ بھی جاتے ہیں۔ کیونکہ علمی ملک ہیں۔ اور ان کے باشندوں کے دلوں میں ہمیشہ نئی بات کے معلوم کرنے کا شوق رہتا ہے۔ مگر یہاں وہ بات نہ ہونے کے باعث لوگ لیکچر بھی نہیں سنتے۔ پس ضرورت ہے۔ کہ کثرت کے ساتھ لٹریچر کی اشاعت کیجاوے۔ اور اپنا ایک پریس لیکر چھوٹے چھوٹے رسالے بارش کی طرح ان لوگوں پر برسائے جاویں ؎

چھ نئے احمدی

ایام زیر رپورٹ میں اللہ تعالے کے فضل سے ۶ مرد و زن داخل سلسلہ ہو کر سیدنا محمود کی غلامی میں داخل ہوئے۔ اللہ تعالے استقامت بخشے۔ ان میں ایک غیر احمدی تھا۔ اور ایک عیسائی۔ باقی بت پرست۔ اسلامی نام حسب ذیل ہیں (۱) موسیٰ (۲) حکیم (۳) عائشہ (۴) زینب (۵) عباس (۶) حوا ؎

ڈاک

جنوری سنہ ۱۹۲۷ء میں ۹۷ خطوط وصول ہوئے۔ اور ۸۰ خطوط باہر گئے۔ اکثر ان میں سے استفسارات دینی کے جوابات پر مشتمل تھے۔ لٹریچر بھی جو میسر آیا متلاشیان حق کے نام بھیجا گیا۔ اللہ تعالے مفید نتائج پیدا کرے ؎

مبلغین علاقہ ارتداد

مندرجہ ذیل احباب متفرق اوقات میں تبلیغ کیواسطے میدان ارتداد میں تشریف لیگئے ہیں ؎

(۱) میاں عبدالحمید صاحب شملہ
(۲) محمد عبداللہ صاحب سگنیلر نہروانز کسنگڑھ گوجرانوالہ
(۳) میاں عمر الدین صاحب میانی۔ لاہور
(۴) چوہدری انار خاں صاحب
(۵) میاں فضل الدین صاحب ٹیوٹر ماسٹر راولپنڈی
(۶) حوالدار غلام حسین صاحب سرگودہا
(۷) حافظ ملک محمد صاحب ٹھیانہ
(۸) بابو حشمت اللہ صاحب جگادری
(۹) منشی فرزند علی خانصاحب ہیڈ اسسٹنٹ راولپنڈی
(۱۰) محمد حسن صاحب شملوی
(۱۱) میاں محمد امیر صاحب فیروزپور
(۱۲) قریشی محمد اسماعیل صاحب فیروزپور
(۱۳) منشی عبدالمجید صاحب پشاور
(۱۴) چوہدری بدرالدین صاحب قادیان
(۱۵) صوفی علی احمد صاحب جاگیردار رجادی انبالہ
(۱۶) ڈاکٹر محمد حسن خانصاحب شملہ
(۱۷) ڈاکٹر اعظم علی خانصاحب۔ گوجرانوالہ
(۱۸) مولوی غلام نبی صاحب سعد اللہ پور گجرات
(۱۹) میاں محمد امیر صاحب بمبودی
(۲۰) ڈاکٹر محمد حسن صاحب
(۲۱) ایچ۔ ایم۔ مرغوب اللہ صاحب
(۲۲) منشی گلاب خاں صاحب
(۲۳) عبدالغنی صاحب گوکھووال۔ گورداسپور
(۲۴) میاں نذیر احمد صاحب دہلی
(۲۵) شیخ فضل کریم صاحب دہلی
(۲۶) جیون خانصاحب۔ کنگڑہ وعہ
(۲۷) ملک عزیز محمد صاحب ہیڈ رڈ ڈیرہ غازیخاں
(۲۸) چوہدری عبدالغنی صاحب دسوہا ہوشیارپور
(۲۹) مولوی عبداللہ صاحب سنور۔ پٹیالہ

دجال معہود ایک گروہ ہے

کچھ عرصہ ہوا۔ کہ ایک حدیث کنز العمال یعنی ج فی آخر الزمان دجالی یختلون الدنیا بالدین الخ جس کا حوالہ حضرت مسیح موعود نے اپنی تصنیفات میں پیش کیا ہے۔ اس پر مولوی ثناء اللہ صاحب اور اسکے متعلقین کی طرف سے اعتراض کیا گیا تھا۔ کہ کنز العمال میں جو حرف د سے دجال لکھا گیا ہے۔ یہ صحیح نہیں۔ دراصل حرف ر سے رجال ہے۔ کبھی ان لوگوں کے اعتراض سے ہی یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ کنز العمال میں بخلاف اور کتب احادیث کے غلطی واقعہ ہو گئی ہے۔ اور کبھی یہ ظاہر کہ بعض نسخوں میں سہو کتابت ہو گیا ہے۔ اور وہ صحیح نسخہ جات پیدا کر کے دکھا دینگے۔ (قیامت کے دن) اس کی نسبت بارہا جواب دیئے گئے۔ بلکہ قادیان شریف سے چند معززین بھی بلکہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے پاس امرتسر پہونچے۔ اور اس سے صحیح نسخہ کتاب کا مطالبہ کیا گیا۔ مگر باوجود لاجواب ہونے کے پھر بھی مخلوق خدا کو دھوکا دیتے چلے جاتے ہیں۔ اور مشہور کرتے ہیں۔ کہ اس حدیث کے واضع گویا حضرت مسیح موعود ہیں۔

اخبار الفضل مورخہ ۱۵ر جنوری سنہ ۱۹۲۴ء میں بعنوان صدر بابو حشمت اللہ صاحب کلرک کے اعتراض کا جواب دیا گیا ہے۔ بابو صاحب مذکور نے جو احادیث درج کر کے نتیجہ نکالا ہے۔ کہ چونکہ دجال کا ذکر احادیث میں واحد صیغوں سے کیا گیا ہے۔ اس لیئے دجال شخص واحد ہی ہو سکتا ہے۔ گروہ نہیں ہو سکتا۔ اس کے متعلق مولوی محمد یار صاحب مولوی فاضل نے یہ لکھا۔ کہ ان ہی احادیث کی بنا پر کہ نبی کریم کے سامنے خود صحابہ ابن صیاد کو دجال ہونا خیال کرتے تھے۔ تو بدیں صورت تمہارے مزعومہ دجال کی خصوصیت بھی قایم نہ رہی۔ پس ماننا پڑا کہ دجال ضرور آئیگا۔ لیکن اس کی ٹھیک صورت اور حالت اللہ تعالےٰ کو ہی معلوم ہے۔ کہ جس رنگ میں اس کو ظاہر فرمائیگا۔ کیونکہ یہ پیشگوئی بذریعہ کشف ہے اور کشف محتاج تعبیر طلب ہوتا ہے۔ جس طرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ میرے بعد لمبے ہاتھوں والی بیوی پہلے فوت ہوگی۔ اور ازواج مطہرات نے یہ سمجھ لیا۔ کہ اس سے جسمانی ہاتھ مراد ہیں لیکن نتیجہ ظہور پیشگوئی کے بعد معلوم ہوا۔ کہ لمبے ہاتھوں سے مراد دست سخا ہیں۔ نہ کہ جسمانی ہاتھ:۔

میں یہ نہیں سمجھ سکتا۔ کہ اہل حدیث گروہ کی حدیث دانی کے اصول کیا ہیں۔ جب کہ حدیث کی کتابوں میں دجال کا ذکر تقریباً سو جگہ آیا ہے۔ اور اکثر مختلف الفاظ و مختلف صفات و جائے ظہور و تولد و خروج میں اختلاف ہیں۔ پھر کس معیار پر ایک یا دو حدیث کو صحیح مان کر باقی کو ترک کرتے ہیں۔ اب تک ان لوگوں نے نہ تو حدیث کی تطبیق کی۔ اور نہ یہ ثابت کیا ہے۔ کہ کن کن وجوہات سے باقی احادیث کو ہم ترک کر کے دو یا تین کو لیتے ہیں۔ کہ جن کے سہارے سے کسی فرستادہ خدا کی تکذیب ہو سکے۔ حضرت مسیح موعود نے اگر کنز العمال کی حدیث کو پیش کیا ہے۔ تو اس کے ساتھ باقی احادیث کی تطبیق بھی کر دی ہے۔ اور واقعات اور مشاہدات اور عقل و نقل سے ثابت کر دکھایا ہے۔ کہ دجال معہود ایک گروہ ہے۔ جس میں وہ صفات و علامات موجود ہیں۔ جو احادیث میں بیان کئے گئے ہیں پس مولوی امرتسری وغیرہ کا اب حق نہیں۔ کہ جس مسئلہ میں وہ لاجواب ہو چکے ہیں۔ بار بار اسی کو دہراتے ہیں۔

مگر چونکہ رجال کے سر پر ان لوگوں کو بہت ناز ہے۔ اس لیئے صاحبان حق پسند و ناظرین دانشمند کے غور اور ہدایت کیلیئے اختلاف لفظ رجال و دجال کی تطبیق دکھائی جاتی ہے۔ لعلھم یتفکرون۔ لفظ رجال اور دجال دونوں احادیث میں موجود ہیں اور دونوں صحیح ہیں۔ اور دونوں ہم معنے ہیں۔ ان کا مشار الیہ ایک ہی ہے۔ کسی جگہ لفظ دجال اور کسی جگہ لفظ رجال کے نام سے اس کا ذکر کیا گیا۔ دجال اور رجال ہر دو ہم جنس ہیں۔ ہم جنس اصلی ہو یا صفاتی ہو۔ جمع اور مفرد دونوں پر یکساں بولا جاتا ہے۔ قرآن و احادیث میں بھی اس کی مثالیں موجود ہیں۔ اسی طرح بعض انسانوں کو کبھی ملائک اور بعض کو کبھی شیطان کے نام سے پکارا گیا ہے۔ پس جہاں لفظ رجال آیا ہے۔ وہ بطور اصل ہے۔ اور جہاں پر لفظ دجال ہے۔ وہ بطور صفت کے ہے۔ یہ وہم ہے۔ کہ دجال مفرد کا صیغہ ہے۔ اور اس کے آگے یختلون یلبسون جمع کے صیغے نہیں آ سکتے۔ دجال و رجال یہاں پر ایک ہی شے ہے:۔

نواب صدیق حسن خاں صاحب مرحوم رئیس المحدثین نے حجج الکرامہ کے صفحہ ۱۲ پر لکھا ہے۔ کہ بغوی در تفسیر خود (معالم تنزیل) گفتہ .. کہ ذکر دجال در قرآن ہم آمدہ است ... قولہ تعالیٰ۔ لخلق السموات والارض اکبر من خلق الناس مراد بناس دریں جا دجال است۔ از باب کل بر بعض۔ الخ۔ اب بتایئے۔ کہ حسب قول آپ کے رئیس المحدثین کے رجال۔ ناس۔ دجال میں کیا فرق ہے۔

آپ لوگ تو اہل حدیث ہونے کے مدعی ہیں۔ آپ کو معلوم ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس نے جمعہ کے دن سورہ کہف کو پڑھا۔ یا جس نے جمعہ کے دن سورہ کہف کے اول و آخر کو عات کو پڑھا۔ وہ فتنہ دجال سے محفوظ رہیگا۔ پس سورہ کہف کے اول و آخر رکوعات میں جس گروہ کا ذکر موجود ہے۔ وہی دجال معہود ثابت ہوا۔ اگر پہلے قرآن شریف میں نہیں دیکھا۔ تو اب غور کر لیجئے:۔

کنز العمال میں اگر سہو کتابت ہو گیا۔ تو بتایئے کہ کتب لغت عرب میں بھی سہو کتابت ہو گیا۔ یا تمہارے قول کے مطابق حضرت مرزا صاحب ہی لغت عرب کے واضع ہیں۔ کہ لغت میں دجال کے معنے گروہ عظیمہ لکھا ہے۔ دیکھو تاج العروس۔ منتہی العرب لسان العرب وغیرہ۔ فقط۔

خاکسار سرور شاہ از مقام داتہ۔ مانسہرہ۔ ہزارہ

اعلان

اوڑیسہ کے لیئے مولوی عبدالرحیم صاحب مبلغ مقرر ہوئے۔ احباب جماعت انکے لیئے ہر قسم کی تبلیغی سہولتیں بہم پہونچا کر مشکور کریں:۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ

حب اٹھرا محافظ جنین

حضرت مولانا نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح اوّل کی طبی قابلیت کا لوہا دوست اور دشمن سب مانتے ہیں۔ آپ کا یہ مجرب نسخہ ہے۔ جو حب ذیل امراض کے لئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ (۱) جن عورتوں کے حمل گر جاتے ہوں (۲) یا جن کے بچے پیدا ہو کر مر جاتے ہوں۔ یا جن کے ہاں لڑکیاں ہی پیدا ہوتی ہوں (۳)، یا جن کے گھر میں اسقاط حمل کی عادت ہو گئی ہے۔ (۵)، یا جن کے بانجھ پن کمزوری رحم سے ہو۔ (۶)، یا جن کے بچے کمزور اور بدصورت پیدا ہوتے ہوں اور کمزور ہی رہتے ہوں۔ ان کے لئے گود بھری گولیوں کا استعمال کرنا اشد ضروری ہے قیمت فی تولہ عــه۔ چھ تولہ تک خاص رعایت۔ ۳ تولہ تک محصول ڈاک معاف۔

المشتہر

نظام جان۔ عبد اللہ جان۔ دواخانہ معین الصحت قادیان ضلع گورداسپور

ضرورت نکاح

ایک خوبصورت نوجوان مخلص احمدی تعلیمیافتہ ملازم لاہور دفتر ریلوے عمر قریباً ۲۵ سال تنخواہ مبلغ نوے ۹۰ روپے قوم کشمیری کیلئے رشتہ کی ضرورت ہے۔ رشتہ احمدی لڑکی کا مطلوب ہے۔ ذات پات کا چنداں خیال نہیں ہوگا حاجتمند صاحب معرفت ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔

خاکسار

میاں قدرت اللہ احمدی۔ کوچہ چابک سواراں۔ لاہور

سب اوورسیر

اوورسیر سب انجنیر کے پرایکٹس مینجر سول انجنیرنگ کالج پشاور سے مفت طلب فرمائیے۔

تیرہ سو اکتالیس روپیہ انعام

ہر وہ احمدی جو ایک مرتبہ کتاب کا مکمل مطالعہ کر لیتا ہے اسکی یہ رائے ہو جاتی ہے۔ کہ یہ کتاب ایسی ہے۔ جو ہر احمدی کی ہر وقت جیب میں رہنی چاہیئے۔ معمولی اردو لکھا پڑھا احمدی اس کتاب کے ذریعہ خدا کے فضل و کرم سے بڑے بڑے مناظر کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ صداقت احمدیت میں جسقدر قرآن وحدیث کی آیات ہیں وہ سب اسمیں درج ہیں آپ خود غور کیجیئے کہ مخالف کہاں تک مقابلہ کریگا۔ اسمیں تو تیرہ سو اکتالیس دلائل درج ہیں۔ اور انکی تردید کرنیوالے کو تیرہ سو اکتالیس روپیہ انعام بھی مقرر ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ جسنے اسکو نہیں پڑھا وہ ایک بیش بہا خزانہ سے محروم ہے کیونکہ اسمیں بہت سی ایسی باتیں درج ہیں جو آپ کے مطالعہ میں آجتک نہیں آئیں اگر آپ احمدیت کے پورے فاضل ہیں تب بھی آپ میرے کہنے سے اسکو منگوا لیں اور بعد مطالعہ بذریعہ وی پی میرے نام واپس کر دیں۔ اسمیں آپ کا نقصان کسی طرح بھی نہیں سراسر فائدہ ہے۔ چھوٹی تقطیع ہے۔ تاکہ ہر وقت جیب میں رہ سکے۔ جزبندی کی عمدہ جلد ہے۔ پانسو صفحہ اور قیمت صرف عـــه

منگوانیکا پتہ :۔ محقق کوچہ پنڈت دہلی

تجرید بخاری

مع اصل عربی و ترجمہ اردو

مؤلفہ علامہ حسین بن مبارک زبیدی المتوفی سنہ ۹۰۰ھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح الصحیح احادیث کا نایاب گنجینہ نہایت اعلیٰ اہتمام کے ساتھ خوشخط واضح چھپ کر تیار ہے۔ مقدمہ میں امام بخاری اور عام راویان تجرید کے جستہ جستہ حالات تمام احادیث تجرید کے عنوان قائم کر کے انکی فہرست اس طرح دیگئی ہے۔ کہ ہر ایک شخص ہر مطلب کی احادیث آسانی سے نکال سکے۔ اس کے بعد اصل کتاب کے ایک کالم میں عربی اور اسکے بالمقابل اردو ترجمہ۔ یہ مبارک کتاب ہر مسلمان کے گھر میں ہونی چاہیئے۔ فرمائش آج ہی بھیج دیجئے۔ تاکہ طبع ثالث کا منتظر نہ رہنا پڑے۔ لکھائی چھپائی دیدہ زیب کاغذ سفید ۱۱۰۰ صفحات۔ کتاب مجلد۔

کتاب مجلد۔ قیمت ہر دو حصہ آٹھ روپے

محصول ڈاک عــه۔ کل للعــه۔

فیروز اللغات اردو

اس مبسوط لغات میں رائج الوقت اُردو کے پچاس ہزار لفظوں۔ محاوروں۔ ضرب المثلوں۔ کہاوتوں اور مقولوں کے دو لاکھ سے زیادہ معنے بتائے گئے ہیں۔ اور تقریباً وہ تمام عربی۔ فارسی۔ ہندی۔ سنسکرت و انگریزی وغیرہ کے الفاظ موجود ہیں۔ جو اس وقت اردو تحریر اور تقریر میں مستعمل ہیں۔ چنانچہ ملکی۔ ادبی۔ اہل الرائے نے اسے زبان اردو میں ایک بے نظیر اضافہ قرار دیا ہے۔ ہز اکسیلنسی گورنر صاحب بہادر نے اس کا ڈیڈیکیشن اپنے نام نامی پر منظور فرما کر پانچسو روپیہ نقد کا اعلیٰ انعام محکمہ تعلیم سے مرحمت فرمایا ہے۔ کتاب دو حصوں پر منقسم ہے۔ ہر دو حصے مجلد۔ حجم اٹھارہ سو صفحات کوئی دفتر اور سکول و کالج وغیرہ اس کتاب سے خالی نہ رہنا چاہیئے۔ اردو دان کو اس کی سخت ضرورت ہے۔

قیمت ہر دو حصہ مجلد دس روپیہ عــه

محصول ڈاک ایک روپیہ چار آنے (للعــه)

فیروز اللغات عربی

اسمیں سولہ ہزار سے زیادہ قدیم و جدید عربی الفاظ کے سلیس اور مشہور عام اردو معنی دیئے گئے ہیں اور حسب ضرورت صلہ بلکہ ثلاثی مجرد کے ہر مد کا باب بھی تحریر ہے طلباء و شائقین کیلئے نہایت کار آمد کتاب ہے۔ اور ہر ایک عربی خواں کو اسکی خریداری ضروری ہے۔ کتاب مجلد حجم ۹۰۰ صفحات۔ لکھائی چھپائی نہایت اعلیٰ۔ قیمت تین روپے۔ محصول ڈاک ۸ ر کل للعہ ؎

علم التجارت تجارت کرنے کو تو ہر ایک کا جی چاہتا ہے مگر جب تک اس کے متعلق کافی علم نہ ہو۔ فائدہ کی جگہ الٹا نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ اس کتاب میں اس قدر تجارتی معلومات دی گئی ہیں۔ کہ تاجروں کی دوکان پر برسوں کام کرنے سے شاید ہی مل سکیں۔ خرید و فروخت کے طریقے تاجروں کے اقوال۔ بہی کھاتہ بک کیپنگ۔ خط و کتابت وغیرہ سب کچھ اس میں درج ہے۔ قیمت عــه ر

ملنے کا پتہ

مولوی فیروز الدین اینڈ سنز پبلشر۔ لاہور

مختصر خبریں

قاہرہ ۱۷ ر مارچ۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ایک زبردست تحریک کا آغاز ہو چکا ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے۔ کہ منصب خلافت مصر کے حوالے کر دیا جائے۔ اور شاہ فواد کو خلیفہ تسلیم کیا جائے۔

لنڈن۔ ۱۹ ر مارچ۔ خلیفہ سابق کے اس اعلان پر جو انہوں نے عالم اسلام کے نام جاری کیا ہے۔ انگورہ میں سخت اظہار ناراضگی کیا جا رہا ہے۔ کہتے ہیں۔ کہ معزولی کی رات انہوں نے کسی قسم کا اعلان نہ کرنے کا وعدہ کیا تھا۔

حکومت ملیہ نے اس کی کوئی پرواہ نہیں کی بعض مندوبین اس کو خاندان عثمانیہ کا آخری باغیانہ فعل قرار دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اس حالت میں حکومت رقم موعودہ سابق خلیفہ کو ہرگز ادا نہ کرے۔ ان کے مکان اور جائداد پر قبضہ کرے۔

یروشلم ۱۹ ر مارچ۔ شاہ حسین نے فیصلہ کیا ہے کہ خلافت کو مشورہ دینے کے لئے ایک مجلس مقرر کی جائے۔

دہلی ۲۰ ر مارچ۔ ملک معظم کی حکومت نے اجازت دیدی ہے۔ کہ افغانستان کا اسلحہ جو بمبئی میں پڑا تھا۔ کابل بھیج دیا جائے۔

کلکتہ ۲۱ ر مارچ۔ ۱۵۰ ہندو ہولی کے تہوار کے موقعہ پر گرفتار کئے گئے۔ کیونکہ وہ راہگیروں اور ٹریکاروں پر رنگ اور کیچڑ پھینک رہے تھے۔

کلکتہ ۱۹ ر مارچ۔ جنرل پوسٹ آفس میں ایک پارسل جو آسام سے پٹنہ جا رہا تھا۔ کھولا گیا۔ اس میں سے ایک عورت کی کلائی جس میں چوڑیاں اور انگلیوں میں دو انگشتریاں تھیں برآمد ہوئی۔

پیرس میں جو مسجد تعمیر ہوئی ہے۔ اس کے لئے "شریف حسین" شریف مکہ نے طرز قدیم کے بنے ہوئے ریشمی کپڑے کا ہدیہ بھیجا ہے۔ جس میں قرآن کریم کی دو آیتیں سنہری حرفوں میں کڑھی ہوئی ہیں۔

۱۵ ر مارچ ۱۹۲۴ء کی صبح کو چھاؤنی ڈیرہ اسماعیل خاں میں قلعہ کی طرف جب کہ فوجی سپاہیوں کی پریڈ ہو رہی تھی ایک سپاہی جھاڑیوں میں چھپ کر اپنے ایک دشمن سپاہی پر گولی سے وار کیا۔ نشانہ بجائے اس کے دوسرے سپاہی کو لگا۔ جو فوراً مر گیا۔ اس سے بڑی کھلبلی پڑ گئی۔ محمود پارٹی کا حملہ سمجھ کر مشین گن چلانی شروع کر دی گئی۔ جواب نہ آنے پر مقام نشانہ کی طرف کوچ کیا گیا۔ وہاں ایک سپاہی بے طرح زخمی اور مردہ پڑا تھا۔

بریلی کے ریلوے کے حادثہ میں اب تک اٹھائیس آدمی مر چکے ہیں۔ کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ دریا میں سے لاشیں اور مال نکالا جائے۔

بلدیہ ملتان نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ شہر کی چار دیواری کے اندر شراب کی کوئی دوکان نہ رہے

معلوم ہوا ہے۔ کہ مولوی محمد یعقوب صاحب بی۔ اے۔ ناظم جمعیت دعوت و تبلیغ اسلام آگرہ ۱۵ ر مارچ ۱۹۲۴ء کو رات کے نو بجے فوت ہو گئے۔ ہم ان کی وفات پر اظہار افسوس کرتے ہیں۔

پشاور۔ ۱۲ ر مارچ۔ خبر موصول ہوئی ہے کہ چک ملائی کے نزدیک ۲۳ ویں اور ۹ ویں جاٹ پلٹنوں کے پہروں پر سرحدیوں نے چھاپہ مارا۔ جس سے ایک برطانوی افسر دو سپاہی ہلاک اور چھ زخمی ہوئے۔ سرحدی ایک لوئس گن بھی چھین لے گئے۔

بمبئی ۱۹ ر مارچ۔ مولوی حسرت موہانی کی سزا اڑہائی برس سے تخفیف ہو کر چھ ماہ رہ گئی ہے۔

امرتسر ۱۲ ر مارچ۔ ڈاکٹر کچلو نابھ سے رہا ہو کر امرتسر پہنچ گئے ہیں۔

چنیوٹ ۲۰ مارچ۔ ۹ بجے عشاء کی نماز کے وقت ہندوؤں کا ایک گروہ لاٹھیاں لئے ہوئے۔ باجا بجاتا ہوا مسجد کے پاس سے گذرا۔ کچھ شراب کے نشے میں تھے۔ وہ مسجد کے اندر گھس آئے۔ نمازیوں کو پیٹا۔ چٹائیوں کو آگ لگا دی۔ کوزے اور لوٹے توڑ ڈالے۔ اس کی اطلاع مسلمانوں کو پہنچی وہ بھی آ گئے۔ طرفین میں لڑائی ہوئی۔ دونو طرف کے آدمی زخمی ہوئے۔

امرتسر ۲۱ ر مارچ۔ ہولی مناتی ہوئی ہندوؤں کی ایک منڈلی گاتی ہوئی دربار صاحب کے پاس سے گذری۔ سکھوں نے اعتراض کیا۔ ہندو مشتعل ہو گئے۔ آپس میں لاٹھیاں چلیں۔ طرفین کے آدمی زخمی ہوئے

لنڈن ۱۸ ر مارچ۔ حزب العمال کے حلقوں میں اندر ہی اندر یہ حکمت عملی کام کر رہی ہے۔ کہ لارڈ ریڈنگ کی وائسرائی کے اختتام پر مسٹر ایڈون مانٹیگو کو اس منصب پر فائز کر دیا جائے۔

ایران میں قبیلہ حسن وفد کے سردار اور زند علیخان قبیلہ پیران وفد کے سردار کو تیرہ اور سرداروں کے ہمراہ بغاوت کے جرم میں پھانسی دیدی گئی۔

لنڈن ۱۸ ر مارچ۔ ۲۷ ر فروری کو خالد توفیق وزیر عدالت عراق میں قتل کر دیئے گئے۔

پیرس ۱۶ ر مارچ۔ آج تباہ کن جہاز السین چھبیس فرانسیسی ملاحوں کی ہڈیاں انگلستان سے لیکر فرانس آ پہنچا۔ یہ ۱۹۱۴ء کی جنگ میں زخموں سے مر گئے تھے۔ کیلے میں ان کو ایک امیر البحر جرنیل اور ایک پولیس کے افسر نے سلامی دی۔

مسٹر ونن جانسٹن [illegible] کو لدہانہ کے نزدیک ایک نہر کے پل پر حادثہ موٹر پیش آیا۔ جو ٹائر کے پھٹ جانے کی وجہ سے ہوا۔ مسٹر موصوف کی ہنسلی اور چھاتی کی ہڈیاں ٹوٹ گئی ہیں۔ اس کے علاوہ اور ضربات بھی آئیں۔

جیتوں کے پہلے اکالی جتھہ کے ۱۱۶ آدمی رہا ہو گئے

یونان میں عنقریب جمہوریت کا اعلان ہونے والا ہے۔ صدر حکمران خاندان کو برطرف کر دیا گیا ہے۔

۲۰ ر مارچ کو دہلی میں دو جگہ ہندو مسلمانوں کا سخت فساد ہوا۔ طرفین کے آدمی زخمی ہوئے۔ یہ فسادات شب برات کی برکات ہیں۔

۲۳ ر مارچ کو گورو کل کانگڑی کے کیمپ